تذکرہ رؤسائے پنجاب

پنجاب چیف

جلد اوّل

سر لیپل ایچ گرفین۔ کرنل میسی

ترجمہ : سیّد نوازش علی

سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

His Excellency Sir Henry Craik I. C. S., K. C. S. I.,
Governor of the Punjab.

ہز ایکسیلنسی سر ہنری کریک آئی سی ایس۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ گورنر ممالک پنجاب

920.0954914 Griffin, Lepel H.
Tazkarah Rausa-e-Punjab / Lepel H. Griffin ; Charles Francis Massy ; Tarjama Syed Nawazash Ali.- Lahore : Sang - e - Meel Publications, 2002.
2v. (889 ; 848p.) : Photographs.
1. Tareekh - Punjab.
2. Swaneh. I. Massy, Charles Francis II. Nawazash Ali, Syed. III. Title.

2002.

نیاز احمد نے
سنگ میل پبلی کیشنز لاہور
سے شائع کی۔

قیمت مکمل سیٹ =/۱۸۰۰ روپے

ISBN 969-35-0278-7

Sang-e-Meel Publications
25 Shahrah-e-Pakistan (Lower Mall), P.O. Box 997 Lahore-54000 PAKISTAN
Phones: 7220100-7228143 Fax: 7245101
http://www.sang-e-meel.com e-mail: smp@sang-e-meel.com
Chowk Urdu Bazar Lahore. Pakistan. Phone 7667970

زاہد بشیر پرنٹرز، لاہور

ڈیڈیکیشن

میں نہایت ادب و انکسار کے ساتھ یہ ناچیز تحفہ

ہز ایکسی لینسی سر ہنری کریک صاحب بہادر

کے سی ایس آئی۔ آئی سی ایس

گورنر صوبہ پنجاب

کی خدمتِ گرامی قدر میں پیش کرتا ہوں

سیّد نوازش علی رضا (مترجم)

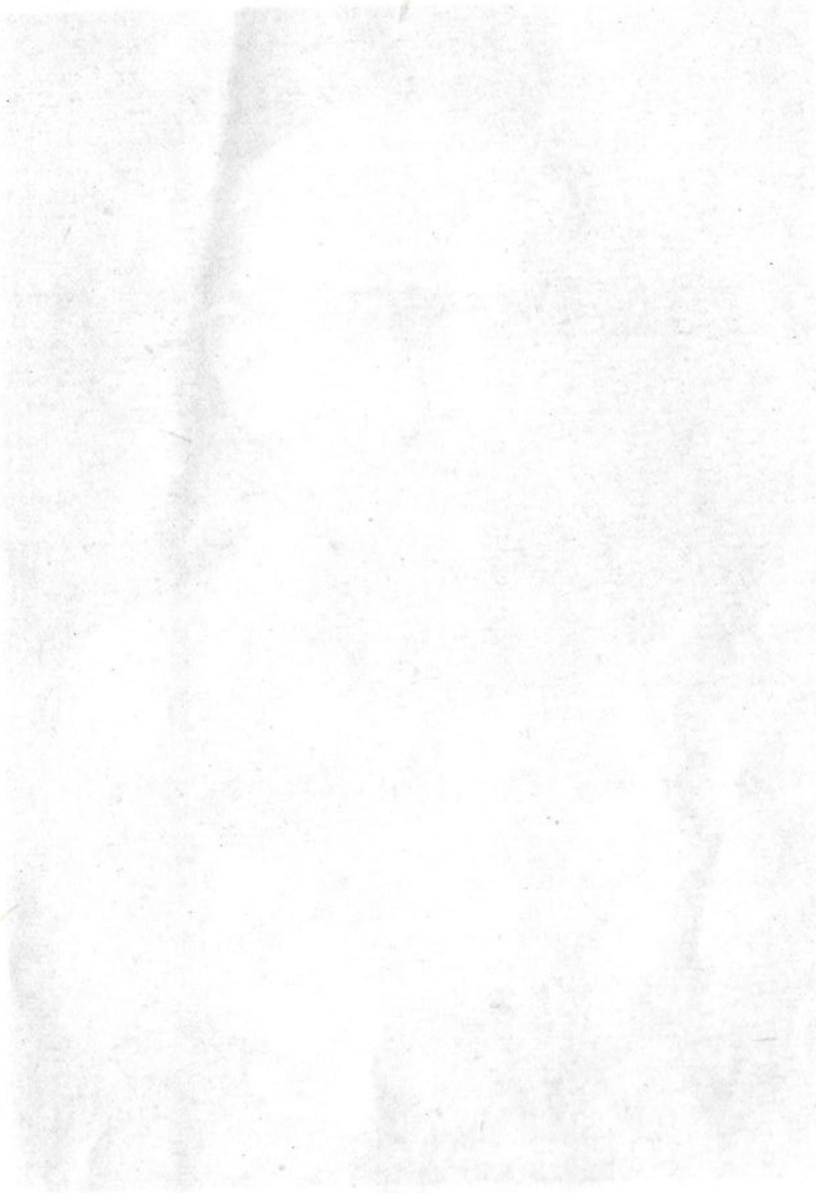

[illegible] Sir Henry [illegible]

سید نوازش علی گورنمنٹ پنشنر و مترجم "پنجاب چیفس"

Sayad Nawazish Ali Govt. Pensioner & Translator "Punjab Chiefs"

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؁

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

دیباچہ

صوبۂ پنجاب کے امراء و اعیان، روسائے ذی اقتدار اور ریاستوں کے والیان نامدار کی کوئی تاریخ ایسی نہ تھی جس سے ان کے حسب و نسب اقتدار و تموّل انکے اپنے یا ان کے آباؤ اجداد کے کارناموں کا پتہ چل سکے۔ بڑے بڑے سورماؤں اور شیر دلوں کی چپقلشہائے رستمانہ اور فرزانہائے فیروزمند کے رموز و احکام سیاسیانہ سینہ بہ سینہ و کابہ بکلہ چلے آتے تھے۔ خاندانی حالات و ملکی مہمات کا علم محض بڑے بوڑھوں یا خاندانی بھاٹوں کی زبان پر تھا اور وہ بھی ایسا پوچ و لچر کہ کہیں تو واقعاتِ رزم و بزم کا بیان داستانِ امیر حمزہ کو شرماتا تھا اور کہیں بیکن اور نیوٹن کی خیال آفرینی کو منہ چڑاتا تھا۔ مگر جن خاندانوں کی تاریخ سینوں سے سفینوں میں نہیں آئی تھی اس کا ایک زبان سے دوسری زبان پر چڑھتے چڑھتے اور ایک ذہن سے دوسرے ذہن میں منتقل ہوتے ہوتے کچھ ایشیائی حسن تخیل کچھ ایشیائی رنگ آمیزی کی بدولت ایسا خاکہ اڑا تھا کہ واقعات نفس الامری کی بالکل کایا پلٹ ہوگئی تھی اور اس کی اصلی صورت شکل کا پہچاننا اور بھول بھلیاں کی اینچ پینچ کو سلجھانا فلسفہ و سائینس کے حقائق و دقائق سے کم نہ تھا۔ اگر کچھ زمانہ اور یہی رنگ رہتا تو یہ روائتیں اور حکایتیں زٹل قافیوں سے زیادہ وقعت و منزلت نہ رکھتیں اور گردش افلاک ان پر ایسی گرد کی تہ پر تہ چڑھاتا کہ ان کا وجود معدوم ہو جاتا اور آج ہمارے پاس عوام اور خاندانہائے ذوی الاقتدار کے اراکین میں فرق کرنے کا کوئی معیار نہ ہوتا۔ لیکن خدا کو یہ منظور نہ تھا۔ پنجاب کے مایۂ ناز نواب مستطاب

عالی جناب سر رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر لفٹننٹ گورنر بالقابہ کو اس تاریخ کے اوراقِ پریشاں کی شیرازہ بندی کا خیال آیا اور صاحب ممدوح نے جناب سر لیپل ایچ گرفن صاحب بہادر جو اس وقت طبقۂ سولینز میں اپنے ثانی آپ تھے ارشاد فرمایا کہ وہ کاملِ تحقیق و تدقیق سے ریاستہائے پنجاب کے حالات قلمبند کریں۔ صاحب مؤخر الذکر کو صحیح صحیح اطلاعیں حاصل کرنے اور واقعات کی تنقیح و تنقید میں سخت ترین مشکلات پیش آئیں لیکن انہوں نے کمال ہمت اور فرزانگی سے اصل حقیقت کا ایک ایک موتی مختلف ماخذوں کے ایک منتشر ڈھیر سے چُن چُن کر پرو دیا اور اس قدر جامعیت سے حالات قلمبند کئے کہ جس سے نہ صرف بڑے بڑے تاریخی خاندانوں کے اراکین ہی کے حالات منضبط ہوئے بلکہ اس کے دائرۂ تحریر میں سکھوں کے عروج و زوال کا حال بھی نہایت شرح و بسط سے آ گیا۔ باوجودیکہ یہ کتاب نہایت اہتمام و التزام سے مرتب کی گئی تھی۔ تاہم صاحب بہادر موصوف قسمت ہائے لاہور و راولپنڈی کے اضلاع کے علاوہ باقی اضلاعِ پنجاب پر محیط نہ ہو سکے۔ بہر نوع اس وقت جو کچھ بھی لکھا گیا وہ نعمتِ غیر مترقبہ سمجھ کر خاندانہائے متعلقہ اور اہلِ ذوق و شوق نے قبول کے دامن میں لیا سر پر رکھا اور آنکھوں سے لگایا۔ اسکے بعد چودہ سال تک کسی کو گرفن صاحب بہادر کی نایاب تصنیف کی تکمیل کا خیال نہیں آیا یہاں تک کہ ان تواریخ کے متعلق جو صاحب موصوف کا جوہرِ قلم تھے مزید حالات جمع ہو کر اصل کتاب قابلِ ترمیم ہو گئی چنانچہ ۱۸۹۰ء میں کرنیل میسی صاحب جو اہلِ سیف ہونے کے علاوہ زیورِ علم سے بھی آراستہ تھے حکم ملا کہ وہ نہ صرف گرفن صاحب کی تصنیف ہی کو اَپ ٹو ڈیٹ کریں بلکہ باقیماندہ اضلاع کے خانوادوں کی تاریخیں بھی لکھیں چنانچہ صاحب ممدوح نے انتہائے زیرکی و دانائی سے پنجاب کی تمام ریاستوں اور قسمت ہائے دہلی۔ جالندھر و ڈیرہ جات کے اضلاع کے حالات کو صحت و سقم کی کسوٹی پر کسا اور نہایت جانکاہی سے ایک کامل تاریخ کتم عدم سے نکال کر عالمِ وجود میں ہویدا کر دی۔

دنیا کی باتیں گوناگوں ہیں اور زمانہ ہمیشہ ایک رنگ پر نہیں چلتا۔ پندرہ سولہ برس کے عرصہ میں اصلاح و ترقی کی سمت میں انقلاباتِ عظیم واقع ہوئے بہت سی پرانی باتیں جو پردۂ خفا میں پڑی ہوئی تھیں بہت سی ایسی حکایتیں جن کے استنباط میں سقم کا پہلو رہ گیا تھا۔ ان کی اصلی حقیقت کا انکشاف اور تاریخ کی از سرِ نو ترتیب کی ضرورت لابدی نظر آئی۔ چنانچہ سرکار دولتمدار صوبۂ پنجاب نے ۱۹۰۷ء میں جناب میجر ڈبلیو ایل کانزن صاحب بہادر کی زیرِ تفویض اس کی ترتیب و تکمیل دی۔ مگر صاحب ممدوح اسی اثنا میں بیماری کے گرداب میں ایسے مبتلا ہوئے کہ اتمام کو نہ پہنچا سکے اور اس کا پورا ہونا جناب ایچ ڈی کریک صاحب بہادر (حال ہز ایکسی لنسی سر ہنری کریک بالقابہ گورنر صوبۂ پنجاب) کے ہاتھوں لکھا ہوا نکلا جو طبقۂ سویلینز کی صبحِ روشن کے درخشاں ستارے۔ فاضلِ کامل جامع الکمالات ہونے کے علاوہ ایک زبردست مستشرقین چمنستانِ ادب کے ایک تجربہ کار باغبان اور دریائے سخن کے گوہرِ شہوار تھے۔ انہوں نے نہایت عرقریزی اور جانفشانی کے ساتھ بڑی خوبی و خوش اسلوبی سے اسکی تدوین و تکمیل کی اور سنہ ۱۹۱۰ء میں ایک جامع کتاب تیار کر دی۔ راقم الحروف اس وقت صاحب بہادر موصوف کیساتھ ترمیمِ کتاب میں اول سے آخر تک شریک تھا لہذا مجھے اس کتاب کے ساتھ طبعًا و فطرۃً انتہائی دلچسپی تھی جس کی وجہ سے میں نے گورنمنٹ عالیہ کی خاص اجازت سے اس کا باتصویر اردو ترجمہ شائع کیا جو بفضلِ خدا نہایت مقبول ہوا اور جس کی قدر و منزلت نہ صرف عوام اور رؤسائے کی بلکہ خود گورنمنٹ عالیہ نے اپنے بڑے بڑے افسروں مثلاً سکرٹریوں۔ فنانشل کمشنروں۔ ڈپٹی کمشنروں وغیرہ کے پاس موجود رہنے اور پنجاب بھر کے تمام کالجوں کی لائبریریوں میں رکھنے کے لئے اس کی کاپیاں خرید فرما کر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

اس کتاب کی سنہ ۱۹۱۰ء والی ایڈیشن کے بعد ایک عرصۂ دراز تک اس کو از سرِ نو

ترمیم کرنے کی نوبت نہیں آئی البتہ صرف یہ کر دیا گیا کہ ۱۹۳۰ء میں رؤسائے اور راجگان پنجاب کے خانوادوں کے مکمل شجرہ جات کی ایک کتاب یعنے اینڈکس والیوم کو اپ ٹوڈیٹ کر کے شایع کیا گیا مگر اس سے موجود الوقت رؤسائے عظام کا جو اپنی اور اپنے حال ہی میں گذرے ہوئے بزرگوں کی سرکاری اور پبلک خدمات اور کارہائے نمایاں کی سرگذشت کو اس کتاب کے صفحات پر دیکھنے کے لئے بے قرار تھے اطمینان نہیں ہوا اور انہوں نے اپنی اپنی خاندانی تاریخہائے کی ترمیم کے متعلق گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں استدعائیں کرنی شروع کیں جن کا سلسلہ ۱۹۳٦ء تک جاری رہا۔ انہی دنوں میں ہیچمدان مترجم نے بھی اپنی ملازمت سے سبکدوش ہو کر پنشن حاصل کر لی تھی چنانچہ روسار میں سے اکثر اصحاب نے جو میری پہلی باتصویر ایڈیشن کی اشاعت کے معترف اور مجھے بخوبی جانتے تھے مجھ سے بھی اپنی اس کتاب کے ترمیم کرنے کے تقاضے شروع کئے اور اس حد تک مجبور کر دیا کہ مجھے اس ترمیم کی اجازت حاصل کرنے کی درخواست گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں کر دیتے ہی بن پڑی اور میری خوش قسمتی کہ حکامِ وقت کی نوازش بیکرانہ سے نہ صرف یہ فی الفور منظور ہی کر لی گئی بلکہ اس سے ایک بڑا فایدہ یہ ہوا کہ گورنمنٹ عالیہ نے اپنی انگریزی کتاب کی ترمیم کے شروع کرنے کے احکام بھی نافذ فرما دیئے اور اسکے فوراً بعد ہی میری ایک دوسری درخواست پر مجھے اجازت عطا ہو گئی کہ میں پہلے کی طرح نئی انگریزی کتاب کا ترجمہ شایع کر دوں ؛

رؤسائے عظام جن کے ارشادات کی تعمیل میں میں نے گورنمنٹ عالیہ سے مندرجہ بالا اجازت حاصل کی تھی مُصر تھے کہ کتاب کا اردو ایڈیشن پہلے کیطرح باتصویر تیار کیا جائے مگر ان تصاویر کا کتاب میں اندراج کے لئے تیار کرا لینا نہ صرف پہلے کی طرح میرے احاطۂ قدرت اور ذرائع سے باہر تھا بلکہ موجودہ آزادی کے

ماحول میں خود تصاویر کا اکٹھا کر لینا ہی ایک سخت کٹھن مرحلہ معلوم ہو رہا تھا پھر بھی میں نے اللہ کا نام لیکر ایک مطبوعہ چِٹھی تمام روسار کی خدمت میں بھیج دی کہ وہ ۱۹۱۰ء والی ایڈیشن کی طرح اپنی اپنی تصاویر کی چھپائی کا بار اٹھاتے ہوئے نئی کتاب میں اندراج کے لئے تصاویر روانہ فرماویں اور میں اپنے خدا کا شکر اور رؤسار کی اکثریت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میری یہ استدعا ایک حد تک درجۂ قبول کو پہنچتی رہی اور میں چار سو کے قریب جدید تصاویر حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا جو میں نہایت محنت اور کاوش سے اپنی نگرانی میں چھپوا کر موجودہ ایڈیشن میں شایع کر رہا ہوں۔ خدا کرے کہ میری یہ محنت کارگر ہو اور یہ کتاب جس کی شان بفضل خدا پہلے سے دوگنی ہو گئی ہے حکام اور رؤسار دونوں کے پسندِ خاطر ہو ؛

مجھے اس جگہ نہایت افسوس اور رنج کے ساتھ یہ عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ بعض خانوادوں کے موجودہ اراکین زمانہ حال کے آزادانہ اثرات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہے۔ انہوں نے اس یگانۂ روزگار کتاب میں تصاویر کے اندراج کی اہمیت کو محسوس کرنا تو بجائے خود سرے سے اس باتصویر ایڈیشن کی اشاعت کو ہی محض بیکار خیال کرتے ہوئے میری بیسیوں استدعاؤں کو بلائے استحقار سے ٹھکرا دیا اور اپنے اخلاقی فرض میں یہی سمجھتے ہوئے مجھے کسی خط کا جواب تک نہ دیا جس سے مجھے یقین کر لینا پڑا کہ میری اس خدمت گذاری کی کوئی قدر ان کی نظروں میں نہیں جس کی وجہ سے وہ اس باتصویر ایڈیشن کو خرید کرنا تو درکنار اسے نظر بھر کر دیکھنا تک گوارا نہ کریں گے۔ اندریں حالات میرے لئے ان کے ترمیم شدہ حالات کی اشاعت سے زیربار ہونا بالکل بے سود تھا چنانچہ میں نے تصاویر نہ دینے والے اصحاب کے وہی شجرے اور حالات من و عن چھاپ دیئے ہیں جو ۱۹۱۰ء والی ایڈیشن میں چھپے ہوئے ہیں اور میں ایسا کرنے پر مجبور اور اپنے خیال میں حق بجانب ہوں ؛

آخر میں میں تصاویر اور کتاب کی چھپائی اور مکمل تیاری کے متعلق یہ

کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ خدائے قادر و توانا ان ڈکٹیٹروں کا ستیاناس کرے اور ان کو مکمل ناکامی کا منہ دکھائے جنہوں نے جنگ کی آگ چاروں طرف پھیلا کر تمام دنیا کو مبتلائے مصائب و آلام کر دیا ہے اور تو اور تصاویر کی تیاری کے ہر ایک سامان اور آرٹ پیپر کی قیمت اور خود کتاب کی چھپائی اور اس کے کاغذ کی قیمتوں میں اس قدر اضافہ ہو گیا ہے کہ خدا پناہ دے اور یہ تمام حالات کتاب کا کام چلانے کے متعلق ایسے حوصلہ شکن اور صبر آزما تھے کہ جنگ کے شروع ہوتے ہی اُس وقت تک کی تمام جمع شدہ تصاویر واپس کر کے باتصویر ایڈیشن کی تیاری کی طرف سے کانوں پر ہاتھ دھر لیا جاتا مگر چونکہ جنگ کا اعلان ہونے سے پہلے ہی نصف سے زیادہ تصاویر جمع ہو چکی تھیں اس لئے مجھے ایسا کرنا سخت معیوب معلوم ہوا لہذا میں نے ہر مصیبت کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے کام جاری رکھا اور اس وقت میں بفضل خدا اس قابل ہوں کہ یہ ناچیز مصور ایڈیشن جس کو سب دیکھنے والے نایاب اور یگانۂ روزگار کہنے پر مجبور ہیں گورنمنٹ عالیہ۔ رؤسائے عظام اور محترم پبلک کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں

گر قبول افتد زہے عز و شرف

سید نوازش علی (مترجم)

فہرست اسمائے رئیسانِ ذی شان جن کے خاندانی حالات تذکرہ رؤسائے پنجاب" جلد اوّل میں درج ہیں :-

نمبر شمار	اسمائے گرامی	صفحہ
	ڈیڈیکیشن	۱
	دیباچہ	۲
	صوبہ دہلی	
۱	مرزا ظہیر الدین خورشید جاہ	۱
	ضلع گورگانوہ	
۲	محمد علاء الدین حیدر خاں رئیس فرخ نگر	۷
	ضلع کرنال	
۳	نوٹ متعلقہ جدید تواریخ ضلع کرنال	۱۱
۴	نواب محمد ابراہیم علیخاں رئیس کنجپورہ	۲۱
۵	بھائی شمشیر سنگھ رئیس ارنولی	۴۰
۶	رکن الدولہ شمشیر جنگ نواب بہادر نواب محمد سجاد علی خاں منڈل	۴۷
۷	سردار جسمیر سنگھ رئیس شاہ آباد	۶۱
۸	سردار عطر سنگھ رئیس دھنورا	۶۳
۹	سردار ہرنام سنگھ رئیس ٹنگور	۶۷
۱۰	سردار بھوپندر سنگھ رئیس جھڑولی	۷۰
۱۱	سردار گوربخش سنگھ رئیس شام گڑھ	۷۳

نمبر شمار	اسمائے گرامی	صفحہ
۱۲	سردار تلوک سنگھ رئیس سیکری	۷۵
۱۳	ناصر احمد خاں مرحوم رئیس پانی پت	۷۷
	ضلع انبالہ	
۱۴	نوٹ متعلقہ حالات خاندان اہلئے ضلع انبالہ	۸۲
۱۵	سردار محبین سنگھ رئیس بوڑیہ	۱۰۰
۱۶	سردار جیون سنگھ سی ایس آئی رئیس شہزاد پور	۱۰۴
۱۷	سردار امراؤ سنگھ رئیس منولی	۱۰۷
۱۸	سردار جواہر سنگھ رئیس مصطفےٰ آباد	۱۱۰
	ضلع کانگڑہ	
۱۹	راجہ راگھو ناتھ سنگھ گولیریا	۱۱۳
۲۰	راجہ دربھد یو چند آف لمباگراؤں	۱۲۱
۲۱	راجہ جے سنگھ رئیس سیبہ	۱۳۳
۲۲	راجہ راجندر چند آف نادوّن	۱۳۸
۲۳	راجہ رام پال سی آئی ای رئیس کٹلہر	۱۴۳
۲۴	راجہ گگن سنگھ پٹھانیہ رئیس نور پور	۱۴۹
۲۵	رائے میگھ سنگھ رئیس کلو	۱۵۷
۲۶	راجہ عظیم اللہ خاں مرحوم رئیس ربلو	۱۷۰
۲۷	راجہ موتی سنگھ بھدوال رئیس تلوک پور	۱۷۹

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر صفحہ
۲۸	لفٹیننٹ راجہ نورنگ سنگھ مانکوٹیہ	۱۸۱
۲۹	میاں امر سنگھ کشتواریہ رئیس توک پور	۱۸۳
۳۰	رائے صاحب براڑ و یاں رئیس بیڑ	۱۸۴
۳۱	رائے صاحب چودھری مالا سنگھ رئیس اندوڑہ	۱۸۹
۳۲	میاں دیوی چند رئیس بیجاپور	۱۹۲
۳۳	میاں رگھناتھ سنگھ رئیس ربے	۱۹۵
۳۴	ٹھاکر امرچند وزیر رئیس لاہول	۱۹۸
۳۵	نونو گنبو منگیال رئیس سپتی	۲۰۳
۳۶	وزیر کرم سنگھ رئیس بیٹر	۲۰۵
۳۷	لالہ براڑو رام المعروف گوپالداس رئیس نگر ٹھو	۲۰۷

ضلع ہوشیارپور

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر صفحہ
۳۸	راجہ رگھوناتھ سنگھ رئیس جسوال	۲۰۹
۳۹	سوڈھی رام نرائن سنگھ رئیس انندپور	۲۱۳
۴۰	بیدی سجان سنگھ رئیس اونا	۲۲۳
۴۱	میاں دھم سنگھ رئیس پرتھی پور	۲۳۰
۴۲	نرندر سنگھ رئیس کنتھ گڑھ	۲۳۴
۴۳	رائے صاحب ناونیدر چند رئیس نسوال	۲۳۹
۴۴	سردار شیو سنگھ رئیس مکیریاں	۲۴۳
۴۵	رائے ہیرا چند رئیس بھبوڑ	۲۴۸

ضلع جالندھر

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر صفحہ
۴۶	گورو نونہال سنگھ رئیس کرتارپور	۲۵۲
۴۷	سردار بلونت سنگھ رئیس موروں	۲۶۲
۴۸	سردار مت سنگھ مرحوم رئیس ڈھنڈووال	۲۶۴
۴۹	سردار اچھر سنگھ جلاوالیہ رئیس علاوالپور	۲۶۷
۵۰	سردار امر سنگھ رئیس نوگجہ	۲۷۲
۵۱	سردار گوردت سنگھ رئیس سرہالی	۲۷۵
۵۲	سردار امر سنگھ مرحوم رئیس مکندپور	۲۷۷
۵۳	سردار لبھا وا سنگھ رئیس لڑویہ	۲۸۰
۵۴	بھگت سنگھ رئیس بہرام	۲۸۲
۵۵	دلیپ سنگھ رئیس تھلہ	۲۸۵
۵۶	ٹھاکر سنگھ مرحوم رئیس بالوکی	۲۸۸

ضلع لدھیانہ

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر صفحہ
۵۷	سردار رام پرتاپ سنگھ رئیس بھدوڑ	۲۹۳
۵۸	سردار بدن سنگھ سی ایس آئی رئیس ملودھ	۲۹۷
۵۹	سردار محمد ہمدم سدوزئی	۳۰۳
۶۰	بھائی ارجن سنگھ رئیس باگڑیاں	۳۰۹
۶۱	سردار رگھبیر سنگھ رئیس لدھڑاں	۳۱۸
۶۲	شہزادہ سلطان فغفور رئیس لدھیانہ	۳۲۶
۶۳	عنایت علی خاں رئیس رائے کوٹ	۳۲۸
۶۴	سردار ہرنام سنگھ سرگباشی رئیس بھڑی	۳۳۳
۶۵	مولوی سید شریف حسین رئیس جگراؤں	۳۳۶

ضلع فیروزپور

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر صفحہ
۶۶	نواب غلام قطب الدین خاں رئیس ممدوٹ	۳۴۰
۶۷	گوروبشن سنگھ رئیس گورو ہرسہائے	۳۴۸

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر صفحہ
۶۸	بھائی زبرجنگ سنگھ رئیس جھونبہ	۳۵۲
۶۹	کپتان سوڈھی ہرنام سنگھ رئیس بیٹر	۳۵۶
۷۰	[illegible] سنگھ رئیس دھرم سنگھ والا	۳۶۶
۷۱	محمد عمر خاں قصوریہ	۳۶۹

ضلع لاہور

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر صفحہ
۷۲	راجہ فتح سنگھ	۳۸۸
۷۳	نواب محمد فتح علی خاں قزلباش سی آئی ای رئیس لاہور	۴۱۵
۷۴	دیوان سومیر ناتھ	۴۲۷
۷۵	بھائی گوردت سنگھ	۴۴۱
۷۶	دیوان بہادر راجہ نرندر ناتھ	۴۵۳
۷۷	سردار دیال سنگھ ٹکئی رئیس بھڑوال	۴۶۹
۷۸	خان بہادر شہزادہ سلطان ابراہیم جان	۴۷۶
۷۹	فقیر سید حسین الدین بخاری	۴۸۰
۸۰	دیوان بہادر دیوان کرشن کشور [illegible]	۵۰۵
۸۱	[illegible] پنڈت بھگوانداس سرگباشی	۵۱۱
۸۲	[illegible] شیخ محمد غیاث الدین احمد	۵۱۹
۸۳	خاندان کملا	۵۳۲
۸۴	کپتان سردار اونار سنگھ رئیس مجیٹھ	۵۳۷
۸۵	سردار نجیب سنگھ نکئی	۵۴۴
۸۶	لاہور کا خاندان سدوزئی	۵۴۸
۸۷	لاہور کا خاندان ملوئی	۵۷۱
۸۸	انوپ سنگھ تہہ پوریہ	۵۷۹
۸۹	مصر بشمبرداس	۵۸۳
۹۰	سردار گوربخش سنگھ پاؤنڈیہ	۵۹۰
۹۱	پنڈت رادھا ناتھ کوّل	۵۹۵
۹۲	خاندان موکل	۵۹۹
۹۳	لاہور کا کوّل خاندان	۶۰۶
۹۴	فتحیاب سنگھ المعروف جیون سنگھ پدھانیہ	۶۱۰
۹۵	دیوان گنیش داس آئی ایس او	۶۱۷
۹۶	خان بہادر نواب محمد شہباز خاں خلف [illegible] رئیس اعظم قصور	۶۲۴
۹۷	سردار شیر سنگھ سرگباشی رئیس مڑاکے	۶۳۳
۹۸	سنت سنگھ سدھو	۶۳۹
۹۹	سردار ہردیال سنگھ رئیس ماڑی	۶۴۲
۱۰۰	خان صاحب سید اولاد حسین رئیس لاہور	۶۴۶
۱۰۱	پنڈت پران ناتھ	۶۵۰

ضلع امرتسر

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر صفحہ
۱۰۲	آنریری لفٹیننٹ سردار رگھبیر سنگھ سندھانوالیہ او بی آئی	۶۵۲
۱۰۳	سردار گجندر سنگھ سرگباشی مجیٹھیہ	۶۸۰
۱۰۴	سردار امراؤ سنگھ مجیٹھیہ	۶۹۳
۱۰۵	سردار گلزار سنگھ کالیانوالہ	۷۰۳
۱۰۶	سردار ترلوچن سنگھ رام گڑھیہ	۷۱۴
۱۰۷	بھائی گوربخش سنگھ	۷۲۵
۱۰۸	سردار اروڑ سنگھ نوشہریہ	۷۳۳
۱۰۹	سردار بہادر لچھمی سہائے سرگباشی	۷۳۷
۱۱۰	سردار آتما سنگھ مان	۷۵۱
۱۱۱	سردار ہرنام سنگھ ایمہ والا	۷۶۳

نمبر شمار	اسمائے گرامی	نمبر صفحہ	نمبر شمار	اسمائے گرامی	صفحہ
۱۱۲	سردار بہادر سردار ارجن سنگھ چاہل		۱۲۰	بھگوان سنگھ چمیاری رندھاوا	۸۵۸
//	سی آئی ای مرحوم	۷۶۷	۱۲۱	ہرنام سنگھ ویگلیہ	۸۶۵
۱۱۳	سردار سر جوگندر سنگھ رسول پوریہ	۷۷۱	۱۲۲	سردار بلونت سنگھ سندھو رئیس اعظم بہلووال	۸۶۹
۱۱۴	سردار ہرنام سنگھ بھنگی	۷۷۵	۱۲۳	سردار مہتاب سنگھ بھکھا	۸۷۱
۱۱۵	چین سنگھ رئیس ہیرا پور	۷۹۶	۱۲۴	سردار بہادر رسالدار سردار عجائب سنگھ سکاتر	۸۷۴
۱۱۶	سردار بلونت سنگھ اٹاری والہ	۸۰۱	۱۲۵	سردار گورنچن سنگھ رئیس تنگ پائیں	۸۷۷
۱۱۷	سردار بلبیر سنگھ مجیٹھیہ	۸۴۲	۱۲۶	سردار سنت سنگھ رندھاوا رئیس کتھو ننگل	۸۷۹
۱۱۸	سرداران چھینہ	۸۵۰	۱۲۷	گوردت سنگھ سندھو چیچہ والا	۸۸۲
۱۱۹	گوردت سنگھ چیچہ والا	۸۵۴	۱۲۸	رائے بہادر لالہ چیندا مہرہ رئیس امرتسر	۸۸۶

فہرست تصاویر مندرجہ "تذکرۂ رؤسائے پنجاب" جلد اوّل

نمبر شمار	ان رؤساء کے اسمائے گرامی جن کی تصاویر درج ہیں	نمبر صفحہ جس کے پہلے یا بعد تصاویر درج ہیں
۱	ہز ایکسی لنسی سر ہنری کریک صاحب بہادر گورنر صوبہ پنجاب	ڈیڈیکیشن کے بعد
۲	سید نوازش علی مترجم	دیباچہ کے بعد
۳	شہزادہ ثریا جاہ ابوالنصر مرزا محمد کیوان شاہ	۱
۴	شہزادہ مرزا شجاعت بخت بہادر گورگانی	۶
۵	مرزا مراد شاہ گورگانی	۶
۶	مرزا اکبر شاہ	۶
۷	مرزا جعفر شاہ	۶
۸	رکن الدولہ شمشیر جنگ نواب بہادر نواب محمد سجاد علیخاں منڈل آف کرنال	۴۷
۹	سردار جسمیر سنگھ رئیس اعظم شاہ آباد	۶۱
۱۰	سردار ہراندر سنگھ رئیس شاہ آباد	۶۱

نمبر شمار	ان رؤسا کے اسمائے گرامی جن کی تصاویر درج ہیں	صفحہ
۱۱	سردار عطر سنگھ رئیس اعظم دھنؤرا	۶۳
۱۲	سردار عطر سنگھ رئیس اعظم دھنؤرا	۶۳
۱۳	سردار سادھو سنگھ رئیس دھنؤرا	۶۳
۱۴	سردار ہری سنگھ رئیس دھنؤرا	۶۳
۱۵	سردار بھگت سنگھ رئیس دھنؤرا	۶۳
۱۶	سردار جوالا سنگھ رئیس دھنؤرا	۶۳
۱۷	سردار دھنا سنگھ رئیس دھنؤرا	۶۳
۱۸	سردار گوردیال سنگھ ایڈووکیٹ رئیس اعظم لبکری	۶۳
۱۹	سردار جسمیر سنگھ رئیس لبکری	۶۳
۲۰	سردار خزان سنگھ رئیس لبکری	۶۳
۲۱	سردار مان سنگھ رئیس لبکری	۶۳
۲۲	بابا سردار گوربخش سنگھ شہید خاندان ٹنگور کا مورث اعلیٰ	۶۷
۲۳	سردار جسمیر سنگھ شہید سر گیانی رئیس اعظم ٹنگور	۶۷
۲۴	سردار ہرنرائن سنگھ رئیس اعظم ٹنگور (آئی سی سی یونیفارم میں)	۶۷
۲۵	کپتان سردار ہرنرائن سنگھ رئیس اعظم ٹنگور (ریاست پٹیالہ کی یونیفارم میں)	۶۷
۲۶	سردار ہرنرائن سنگھ رئیس اعظم ٹنگور (رئیسانہ لباس میں)	۶۷
۲۷	سردار نرنکار سنگھ رئیس ٹنگور	۶۷
۲۸	سردار بھوپندر سنگھ رئیس اعظم جھڑولی	۷۰
۲۹	سردار گوربخش سنگھ رئیس اعظم شام گڑھ	۷۳
۳۰	سردار گوردیال سنگھ رئیس شام گڑھ	۷۳
۳۱	سردار گوراندر سنگھ رئیس شام گڑھ	۷۳
۳۲	سردار گوردت سنگھ رئیس شام گڑھ	۷۳
۳۳	خواجہ شفیق احمد خاں انصاری رئیس اعظم پانی پت	۷۷
۳۴	سردار امراؤ سنگھ رئیس اعظم منؤلی	۱۰۷

نمبر شمار	ان رؤسا کے اسمائے گرامی جن کی تصاویر درج ہیں	صفحہ
۳۵	سردار ست اندر سنگھ رئیس منولی	۱۰۷
۳۶	سردار دیوندر سنگھ رئیس اعظم گھنولی	۱۰۷
۳۷	کپتان سردار شیودیو سنگھ رئیس اعظم گھنولی	۱۰۷
۳۸	سردار بھگونت سنگھ رئیس اعظم گھنولی	۱۰۷
۳۹	سردار بھگت سنگھ رئیس گھنولی	۱۰۷
۴۰	سردار رندھیر سنگھ رئیس اعظم بھرت گڑھ	۱۰۷
۴۱	سردار صورت سنگھ	۱۰۷
۴۲	سردار صورت سنگھ رئیس اعظم بھرت گڑھ	۱۰۷
۴۳	سردار نرندر سنگھ رئیس بھرت گڑھ	۱۰۷
۴۴	سردار سدرشن سنگھ رئیس بھرت گڑھ	۱۰۷
۴۵	کرنل مہاراجہ سر جے چند کے سی آئی ای سی ایس آئی دھرما رتنا چیف آف لمبا گڑاؤں	۱۲۱
۴۶	راجہ دربھ دیو چند آف لمبا گڑاؤں	۱۲۱
۴۷	راجہ دھربھ چند آف لمبا گڑاؤں	۱۲۱
۴۸	کنور بلدیو چند آف لمبا گڑاؤں	۱۲۱
۴۹	راجہ نرندر چند سی ایس آئی آف نادوُن	۱۳۸
۵۰	راجہ راجندر چند آف نادوُن	۱۳۸
۵۱	لفٹیننٹ میاں براہم چند رئیس نادوُن	۱۳۸
۵۲	راجہ عطر سنگھ بدھوالیہ رئیس تلوک پور	۱۷۹
۵۳	راجہ موتی سنگھ بدھوالیہ رئیس تلوک پور	۱۷۹
۵۴	لفٹیننٹ راجہ نوزنگ مانکوٹیہ آف مانکوٹ	۱۸۱
۵۵	کپتان درگا سنگھ مانکوٹیہ	۱۸۱
۵۶	میاں دلیپ سنگھ مانکوٹیہ	۱۸۱
۵۷	میاں امر سنگھ کشتیوادیہ رئیس تلوک پور	۱۸۳
۵۸	اکرام سنگھ کشتواریہ	۱۸۳

نمبر شمار	ان رؤسا کے اسمائے گرامی جن کی تصاویر درج ہیں	صفحہ
۵۹	احسان سنگھ کشتواریہ	۱۸۳
۶۰	ارشاد سنگھ کشتواریہ	۱۸۳
۶۱	میاں دیوی چند رئیس بیجاپور	۱۹۲
۶۲	رائے صاحب مسٹر موتی لال کائستھ بیرسٹر ایٹ لاء رئیس نگروٹہ	۲۰۷
۶۳	لالہ گوردھن لال کائستھ	۲۰۷
۶۴	لالہ بھوپندر لال کائستھ	۲۰۷
۶۵	مسٹر مادھو سودھن لال کائستھ بی اے	۲۰۷
۶۶	مسٹر پرشوتم لال کائستھ بی اے ایل ایل بی	۲۰۷
۶۷	مسٹر روشن لال کائستھ پلیڈر رئیس نگروٹہ	۲۰۷
۶۸	لالہ مکند لال کائستھ	۲۰۷
۶۹	لالہ مدن لال کائستھ	۲۰۷
۷۰	مسٹر پنا لال کائستھ پلیڈر رئیس نگروٹہ	۲۰۷
۷۱	لالہ مولراج کائستھ	۲۰۷
۷۲	لالہ کندن لال کائستھ	۲۰۷
۷۳	لالہ سورش چند کائستھ	۲۰۷
۷۴	لالہ کلدیپ چند کائستھ	۲۰۷
۷۵	لالہ کشن لال کائستھ رئیس نگروٹہ	۲۰۷
۷۶	لالہ بجے رام کائستھ رئیس نگروٹہ	۲۰۷
۷۷	لالہ ہرنام داس کائستھ رئیس نگروٹہ	۲۰۷
۷۸	سوڈھی کلدیپ سنگھ رئیس انند پور	۲۱۳
۷۹	سوڈھی امرجیت سنگھ	۲۱۳
۸۰	میاں کرم چند رئیس پرتھی پور	۲۲۰
۸۱	رانا لہنا سنگھ رئیس مانسوال	۲۳۹
۸۲	رائے صاحب رانا اوپندر چند رئیس اعظم مانسوال	۲۳۹

صفحہ	ان رؤسا کے اسمائے گرامی جن کی تصاویر درج ہیں	نمبر شمار
۲۴۳	سردار ہرنام سنگھ سرگباشی رئیس اعظم مکیریاں	۸۳
۲۴۳	سردار شیو سنگھ رئیس اعظم مکیریاں	۸۴
۲۴۳	سردار جگجیت سنگھ رئیس مکیریاں	۸۵
۲۴۳	سردار اندر سنگھ رئیس و سب رجسٹرار مکیریاں	۸۶
۲۴۳	سردار گندھرب سنگھ پی سی ایس رئیس مکیریاں	۸۷
۲۷۲	سردار پرتپال سنگھ رئیس اعظم نو گجہ	۸۸
۲۹۳	سردار ہر نرائن سنگھ رئیس اعظم بھدوڑ	۸۹
۲۹۳	سردار زور آور سنگھ رئیس بھدوڑ پریذیڈنٹ پھول بنس دربار	۹۰
۲۹۳	سردار سرندر سنگھ	۹۱
۲۹۳	سردار سرجیت مہندر سنگھ	۹۲
۳۰۳	شہزادہ سلطان محمد معظم سدوزئی رئیس اعظم لدھیانہ و نادر آباد	۹۳
۳۰۳	شہزادہ سلطان احمد	۹۴
۳۰۳	شہزادہ سلطان اعظم جان شہید سدوزئی رئیس اعظم نادر آباد	۹۵
۳۲۶	شہزادہ سلطان فغفور پنشنر ڈی ایس پی رئیس اعظم لدھیانہ	۹۶
۳۳۳	سردار ہرنام سنگھ رئیس بھڑی	۹۷
۳۳۳	سردار بخشیش سنگھ رئیس بھڑی	۹۸
۳۳۳	سردار جگدیش سنگھ رئیس بھڑی	۹۹
۳۳۳	سردار مہندر سنگھ رئیس بھڑی	۱۰۰
۳۳۳	سردار شیو کرپال سنگھ رئیس بھڑی	۱۰۱
۳۳۳	سردار امید سنگھ رئیس و جاگیردار ٹڈالہ	۱۰۲
۳۳۳	سردار اجمیر سنگھ	۱۰۳
۳۳۳	سردار رمیل سنگھ	۱۰۴
۳۵۶	سردار بہادر سوڈھی سادھو سنگھ سرگباشی رئیس اعظم ہڑ و سلطان خان والا	۱۰۵
۳۵۶	کپتان سوڈھی ہرنام سنگھ ایم ایل اے رئیس اعظم ہڑ و سلطان خان والا آنریری مجسٹریٹ و سول جج	۱۰۶

صفحہ	ان رؤسا کے اسمائے گرامی جن کی تصاویر درج ہیں	نمبر شمار
۳۵۶	سوڈھی مل سنگھ رئیس اعظم چوٹیاں کلاں و ڈھلواں	۱۰۷
۳۵۶	سوڈھی نرمبو سنگھ رئیس ڈھلواں کلاں	۱۰۸
۳۵۶	سوڈھی دلیپ سنگھ رئیس چوٹیاں کلاں و ڈھلواں	۱۰۹
۳۶۶	سردار گنگا سنگھ رئیس اعظم دھرم سنگھ والا	۱۱۰
۳۶۶	سردار گورنام سنگھ	۱۱۱
۳۶۶	سردار شیو دیو سنگھ	۱۱۲
۳۶۶	سردار اٹل دیو سنگھ	۱۱۳
۳۶۶	سردار نرائن سنگھ رئیس اعظم بھیڈے	۱۱۴
۳۶۶	سردار رگھبیر سنگھ المعروف سلجیت سنگھ	۱۱۵
۳۸۸	سردار بہادر سردار نرندر سنگھ رئیس لاہور	۱۱۶
۳۸۸	سردار بکرم سنگھ رئیس لاہور آنریری مجسٹریٹ سول جج درجہ اول امرتسر	۱۱۷
۳۸۸	سردار بلدیو اندر سنگھ آف شیخوپورہ رئیس اعظم امرتسر	۱۱۸
۴۱۵	نواب سر محمد نوازش علیخاں اول قزلباش کے سی ایس آئی مرحوم و مغفور رئیس اعظم لاہور	۱۱۹
۴۱۵	خانبہادر سردار محمد علیخاں قزلباش سی آئی ای مرحوم و مغفور رئیس اعظم لاہور و تعلقدار علی آباد (بھڑائچ)	۱۲۰
۴۱۵	سردار محمد نوازش علیخاں ثانی رئیس اعظم لاہور و تعلقدار علی آباد (بھڑائچ)	۱۲۱
۴۱۵	سردار محمد جعفر حسین خاں قزلباش رئیس لاہور	۱۲۲
۴۱۵	خانبہادر سردار رضا علی خاں قزلباش رئیس لاہور	۱۲۳
۴۲۷	دیوان سومیر ناتھ رئیس اعظم لاہور پی سی ایس پنجاب	۱۲۴
۴۲۷	پرمیشور ناتھ	۱۲۵
۴۲۷	جگدیشور ناتھ	۱۲۶
۴۴۱	بھائی گوردت سنگھ جی رئیس اعظم لاہور	۱۲۷
۴۴۱	بھائی دان سنگھ جی	۱۲۸
۴۴۱	بھائی منوہر لعل جی رئیس لاہور	۱۲۹
۴۴۱	بھائی اندر سنگھ جی رئیس لاہور پروفیسر خالصہ کالج	۱۳۰

نمبر شمار	ان رؤسا کے اسمائے گرامی جن کی تصاویر درج ہیں	صفحہ
۱۳۱	دیوان بہادر راجہ نرندر ناتھ ایم ایل اے رئیس اعظم لاہور	۴۵۳
۱۳۲	سردار نراین سنگھ نکئی رئیس بھڑوال	۴۶۹
۱۳۳	سردار ہردیال سنگھ نکئی رئیس اعظم بھڑوال	۴۶۹
۱۳۴	سردار منموہن اندر پال سنگھ نکئی	۴۶۹
۱۳۵	سردار عبدالعزیز المعروف سردار البشر سنگھ نکئی مرحوم ومغفور رئیس بھڑوال	۴۶۹
۱۳۶	خانبہادر سردار دین محمد خاں نکئی رئیس بھڑوال	۴۶۹
۱۳۷	سردار محمد اکبر خاں نکئی آنریری مجسٹریٹ	۴۶۹
۱۳۸	سردار محمد عبدالمجید خاں نکئی بی اے	۴۶۹
۱۳۹	محمد سلیمان نکئی	۴۶۹
۱۴۰	محمد عارف نکئی	۴۶۹
۱۴۱	سردار برکت علی نکئی رئیس بھڑوال	۴۶۹
۱۴۲	سردار حاکم علی نکئی	۴۶۹
۱۴۳	سردار کرامت علی نکئی	۴۶۹
۱۴۴	خالد لطیف نکئی	۴۶۹
۱۴۵	سردار غلام نبی نکئی رئیس بھڑوال	۴۶۹
۱۴۶	سردار محمد اسلم نکئی	۴۶۹
۱۴۷	سردار محمد اکرم نکئی	۴۶۹
۱۴۸	سردار محمد اصغر نکئی	۴۶۹
۱۴۹	سردار محمد اختر نکئی	۴۶۹
۱۵۰	سردار کہر سنگھ نکئی رئیس بھڑوال	۴۶۹
۱۵۱	سردار مہندر سنگھ نکئی	۴۶۹
۱۵۲	سردار بکرما سنگھ نکئی رئیس بھڑوال	۴۶۹
۱۵۳	سردار ہنوندر سنگھ نکئی	۴۶۹
۱۵۴	سردار بوٹا سنگھ نکئی	۴۶۹

نمبر شمار	ان رؤساء کے اسمائے گرامی جن کی تصاویر درج ہیں	صفحہ
۱۶۵	فقیر سید قمر الدین بخاری سی آئی ای رئیس لاہور	۴۸۰
۱۶۶	فقیر سید ظہور الدین بخاری مرحوم ومغفور رئیس لاہور	۴۸۰
۱۶۷	فقیر سید نوبہار الدین بخاری مرحوم ومغفور رئیس لاہور	۴۸۰
۱۶۸	فقیر سید افتخار الدین بخاری سی آئی ای مرحوم ومغفور رئیس لاہور	۴۸۰
۱۶۹	خانصاحب فقیر سید محمد ظفر الدین مرحوم ومغفور رئیس لاہور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس	۴۸۰
۱۷۰	فقیر سید محمد جلال الدین مرحوم ومغفور رئیس لاہور پی سی ایس	۴۸۰
۱۷۱	فقیر سید محمد حسین الدین رئیس اعظم لاہور وسرکردہ فقیر سید فیملی	۴۸۰
۱۷۲	فقیر سید فخر الدین	۴۸۰
۱۷۳	فقیر سید حسن الدین	۴۸۰
۱۷۴	فقیر سید ذکاء الدین	۴۸۰
۱۷۵	فقیر سید سعید الدین مرحوم ومغفور رئیس لاہور پی سی ایس	۴۸۰
۱۷۶	فقیر سید حسن الدین مرحوم ومغفور رئیس لاہور	۴۸۰
۱۷۷	فقیر سید محمد جلال الدین احمد رئیس لاہور افسر خزانہ پورٹ بلیئر	۴۸۰
۱۷۸	دیوان رتن چند داڑھی والا رئیس اعظم لاہور	۵۰۵
۱۷۹	دیوان بھگوانداس داڑھی والا رئیس اعظم لاہور	۵۰۵
۱۸۰	دیوان راج کمار داڑھی والا رئیس اعظم لاہور	۵۰۵
۱۸۱	دیوان بہادر دیوان کرشن کشور داڑھی والا رئیس اعظم لاہور	۵۰۵
۱۸۲	دیوان ہری کشن داس	۵۰۵
۱۸۳	دیوان راگھو ناتھ سہائے	۵۰۵
۱۸۴	دیوان بہادر دیوان کرشن کشور داڑھی والا رئیس اعظم لاہور	۵۰۵
۱۸۵	دیوان صاحب ہرنام داس رئیس لاہور	۵۰۵
۱۸۶	دیوان موتی رام تحصیلدار رئیس لاہور	۵۰۵
۱۸۷	دیوان درگا داس ڈپٹی کلکٹر	۵۰۵
۱۸۸	دیوان ہری کشن	۵۰۵

نمبر شمار	ان رؤسا کے اسمائے گرامی جن کی تصاویر درج ہیں	صفحہ
۱۷۹	گوسوامی پنڈت امرناتھ سرگباشی رئیس اعظم لاہور	۵۱۱
۱۸۰	گوسوامی پنڈت بھگوان داس سرگباشی رئیس اعظم لاہور	۵۱۱
۱۸۱	گوسوامی پنڈت بھگوانداس سرگباشی رئیس اعظم لاہور	۵۱۱
۱۸۲	گوسوامی پنڈت شیوچرن داس رئیس اعظم لاہور	۵۱۱
۱۸۳	گوسوامی پنڈت کدارناتھ	۵۱۱
۱۸۴	گوسوامی پنڈت بنسی لال رئیس اعظم لاہور	۵۱۱
۱۸۵	گوسوامی پنڈت سیوادت پرشاد رئیس لاہور	۵۱۱
۱۸۶	گوسوامی پنڈت مدن موہن	۵۱۱
۱۸۷	خان بہادر شیخ محمد نصیر الدین رئیس اعظم لاہور	۵۱۹
۱۸۸	شیخ محمد ریاض الدین احمد مرحوم و مغفور رئیس اعظم لاہور	۵۱۹
۱۸۹	شیخ محمد غیاث الدین احمد ایم ایل اے (مرکزی) رئیس اعظم لاہور	۵۱۹
۱۹۰	شیخ محمد غلام معین الدین احمد آئی سی ایس رئیس لاہور	۵۱۹
۱۹۱	سردار شیر سنگھ سردار بہادر کملا رئیس کلاّ و تعلقدار بھنگا	۵۳۲
۱۹۲	سردار تارا سنگھ کملا رئیس کلاّ و تعلقدار بھنگا	۵۳۲
۱۹۳	سردار گیان سنگھ کملا رئیس رسولپور	۵۳۲
۱۹۴	سردار شام سنگھ کملا رئیس کلاّ	۵۳۲
۱۹۵	سردار پرتپال سنگھ کملا	۵۳۲
۱۹۶	سردار گلزار سنگھ کملا	۵۳۲
۱۹۷	سردار ہری پال سنگھ کملا	۵۳۲
۱۹۸	سردار رنجیت سنگھ کملا رئیس کلاّ	۵۳۲
۱۹۹	سردار ترلوک سنگھ کملا رئیس کلا	۵۳۲
۲۰۰	ہرپال سنگھ کملا	۵۳۲
۲۰۱	سردار جگت سنگھ کملا رئیس کلا	۵۳۲
۲۰۲	سردار بہادر سردار لال سنگھ کملا رئیس کلا	۵۳۲

نمبر شمار	ان رؤسا کے اسمائے گرامی جن کی تصاویر درج ہیں	صفحہ
۲۰۳	سردار بلونت سنگھ کملا رئیس کلا	۵۳۲
۲۰۴	سردار کرسنگھ کملا	۵۳۲
۲۰۵	سردار سکھدیال سنگھ کملا	۵۳۲
۲۰۶	سپورن سنگھ کملا	۵۳۲
۲۰۷	سردار اندر سنگھ نیٹو اے ڈی سی جناب نواب لفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب رئیس اعظم ٹھیٹھر	۵۳۷
۲۰۸	سردار صاحب سردار تیجا سنگھ انسپکٹر پولیس رئیس اعظم ٹھیٹھر	۵۳۷
۲۰۹	کپتان سردار اوتار سنگھ آئی او ایم - آئی اے رئیس اعظم ٹھیٹھر	۵۳۷
۲۱۰	لفٹیننٹ سردار گورپورن سنگھ رئیس ٹھیٹھر	۵۳۷
۲۱۱	سردار امریک سنگھ رئیس ٹھیٹھر اے ڈی کانگ سری مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ و ڈائرکٹر ہارٹیکلچر	۵۳۷
۲۱۲	سردار بہادر کپتان سردار جنچیا سنگھ او بی آئی آنریری مجسٹریٹ و سواج درجہ اول رئیس ٹھیٹھر	۵۳۷
۲۱۳	سردار سکھ منس سنگھ تحصیلدار	۵۳۷
۲۱۴	سردار محبوبندر سنگھ	۵۳۷
۲۱۵	لفٹیننٹ سردار کلونت سنگھ رئیس ٹھیٹھر	۵۳۷
۲۱۶	سردار دلیپ سنگھ رئیس ٹھیٹھر	۵۳۷
۲۱۷	رسالدار سردار کھین سنگھ سرگباشی رئیس ٹھیٹھر	۵۳۷
۲۱۸	رسالدار میجر سردار گوربخش سنگھ رئیس ٹھیٹھر	۵۳۷
۲۱۹	سردار گوردیام سنگھ	۵۳۷
۲۲۰	سردار برکات سنگھ	۵۳۷
۲۲۱	سردار ہربھجن سنگھ	۵۳۷
۲۲۲	سردار ترلوچن سنگھ	۵۳۷
۲۲۳	سردار انوپ سنگھ رئیس ٹھیٹھر	۵۳۷
۲۲۴	سردار سکھدرشن سنگھ	۵۳۷
۲۲۵	سردار اعتبار سنگھ	۵۳۷
۲۲۶	رسالدار میجر سردار سروپ سنگھ رئیس ٹھیٹھر	۵۳۷

نمبر شمار	ان روساء کے اسمائے گرامی جن کی تصاویر درج ہیں	صفحہ
۲۲۷	سردار متر پال سنگھ	۵۳۷
۲۲۸	سردار جان پال سنگھ	۵۳۷
۲۲۹	سردار بشن سنگھ رئیس بھیٹر	۵۳۷
۲۳۰	رسالدار سردار پشاورا سنگھ رئیس بھٹیٹر	۵۳۷
۲۳۱	رسالدار سردار اوتار سنگھ رئیس بھٹیٹر	۵۳۷
۲۳۲	سردار گوردیپ سنگھ	۵۳۷
۲۳۳	سردار گوربچن سنگھ	۵۳۷
۲۳۴	رسالدار سردار لال سنگھ رئیس بھٹیٹر	۵۳۷
۲۳۵	سردار فوجدار سنگھ	۵۳۷
۲۳۶	سردار سوندر پال سنگھ	۵۳۷
۲۳۷	سردار تیجا سنگھ نکئی رئیس اعظم مدکے	۵۴۴
۲۳۸	سردار لابھ سنگھ نکئی رئیس گوگیرہ	۵۴۴
۲۳۹	سردار سروپ سنگھ بلوئی رئیس لاہور	۵۷۱
۲۴۰	سردار جھنڈا سنگھ ملوئی رئیس لاہور	۵۷۱
۲۴۱	سردار شبدیو سنگھ ملوئی رئیس اعظم لاہور	۵۷۱
۲۴۲	جرنیل سردار گلاب سنگھ پاؤونڈیہ	۵۹۰
۲۴۳	کرنیل سردار آلا سنگھ پاؤونڈیہ	۵۹۰
۲۴۴	سردار لہنا سنگھ پاؤونڈیہ	۵۹۰
۲۴۵	سردار گوربخش سنگھ وکاکا بیراندر سنگھ	۵۹۰
۲۴۶	اوتار روپندر سنگھ	۵۹۰
۲۴۷	گوربنس جسندر سنگھ	۵۹۰
۲۴۸	راج بھوپندر سنگھ	۵۹۰
۲۴۹	سردار گوربخش سنگھ رئیس اعظم پاؤونڈیہ	۵۹۰
۲۵۰	سردار گوروریام سنگھ پاؤونڈیہ	۵۹۰
۲۵۱	سردار گورداتار سنگھ پاؤونڈیہ	۵۹۰

نمبر شمار	ان روسار کے اسمائے گرامی جن کی تصاویر درج ہیں	صفحہ
۲۵۲	سردار گورسہندر پال سنگھ پاؤونڈیہ	۵۹۰
۲۵۳	سردار محمد سعید پاؤونڈیہ	۵۹۰
۲۵۴	سردار بشیر احمد پاؤونڈیہ	۵۹۰
۲۵۵	سردار محمد سعید پاؤونڈیہ	۵۹۰
۲۵۶	سردار نذیر احمد پاؤونڈیہ	۵۹۰
۲۵۷	منیر احمد	۵۹۰
۲۵۸	سلیم احمد	۵۹۰
۲۵۹	دیوان پنڈت شنکر ناتھ کول	۵۹۵
۲۶۰	پنڈت پریم ناتھ کول	۵۹۵
۲۶۱	پنڈت شیو ناتھ کول	۵۹۵
۲۶۲	پنڈت دوارکا ناتھ کول	۵۹۵
۲۶۳	پنڈت رادھے ناتھ کول رئیس لاہور	۵۹۵
۲۶۴	پنڈت رادھے ناتھ کول رئیس اعظم لاہور	۵۹۵
۲۶۵	پنڈت کشن موہن ناتھ رینہ ایم-اے	۵۹۵
۲۶۶	پنڈت سومیشور ناتھ رینہ	۵۹۵
۲۶۷	سردار گودڑ سنگھ موکل رئیس لاہور	۵۹۹
۲۶۸	خان بہادر سردار عبدالرحمٰن موکل رئیس لاہور	۵۹۹
۲۶۹	سردار نور محمد موکل رئیس لاہور و منٹگمری	۵۹۹
۲۷۰	سردار باز سنگھ موکل	۵۹۹
۲۷۱	سردار ولی محمد موکل ڈپٹی کلکٹر	۵۹۹
۲۷۲	سردار حمید اللہ موکل	۵۹۹
۲۷۳	سردار عظمت اللہ موکل	۵۹۹
۲۷۴	سردار شجاع اللہ موکل	۵۹۹
۲۷۵	سردار سعید اللہ موکل	۵۹۹
۲۷۶	محمد اقبال	۵۹۹

نمبر شمار	ان رؤسائے کے اسمائے گرامی جن کی تصاویر درج ہیں	صفحہ
۲۷۷	ہدایت اللہ	۵۹۹
۲۷۸	سردار شاہ بیگ سنگھ موکل سرگباشی	۵۹۹
۲۷۹	سردار ہری سنگھ موکل رئیس لاہور	۵۹۹
۲۸۰	سردار سرتاج سنگھ موکل	۵۹۹
۲۸۱	سردار شمیر سنگھ موکل	۵۹۹
۲۸۲	پرشوتم سنگھ	۵۹۹
۲۸۳	سردار برکت علی موکل	۵۹۹
۲۸۴	سردار کرم الہی موکل	۵۹۹
۲۸۵	سردار غلام سرور موکل	۵۹۹
۲۸۶	سردار محمد اسلم موکل	۵۹۹
۲۸۷	سردار اکبر علی موکل	۵۹۹
۲۸۸	اصغر علی	۵۹۹
۲۸۹	سلیم افضل	۵۹۹
۲۹۰	سردار سندر سنگھ موکل رئیس لاہور	۵۹۹
۲۹۱	شرم سنگھ موکل	۵۹۹
۲۹۲	سردار اجیت سنگھ موکل	۵۹۹
۲۹۳	سردار رنجیت سنگھ موکل	۵۹۹
۲۹۴	سردار چرنجیت سنگھ موکل	۵۹۹
۲۹۵	سردار ہرنام سنگھ موکل	۵۹۹
۲۹۶	سردار بھاگ سنگھ موکل	۵۹۹
۲۹۷	سردار پرتاپ سنگھ موکل	۵۹۹
۲۹۸	ہرچرن سنگھ	۵۹۹
۲۹۹	گوردیال سنگھ	۵۹۹
۳۰۰	سردار جگت سنگھ موکل	۵۹۹
۳۰۱	سردار راج سنگھ موکل	۵۹۹

نمبر شمار	ان رؤسار کے اسمائے گرامی جن کی تصاویر درج ہیں	صفحہ
۳۰۲	سردار جرنیل سنگھ موکل	۵۹۹
۳۰۳	راجہ پنڈت سورج کؤل سی آئی ای سرگباشی	۶۰۶
۳۰۴	رائے بہادر ڈاکٹر بالکشن کؤل ایل ایم ایس سرگباشی رئیس اعظم لاہور	۶۰۶
۳۰۵	رائے بہادر راجہ پنڈت ہری کشن کؤل سی ایس آئی سی آئی ای رئیس اعظم لاہور	۶۰۶
۳۰۶	کنور رشو کشن کؤل	۶۰۶
۳۰۷	دیوان بہادر راجہ سر دیا کشن کؤل کے بی ای - سی آئی ای رئیس اعظم لاہور	۶۰۶
۳۰۸	کنور اپندر کشن کؤل	۶۰۶
۳۰۹	لفٹیننٹ سردار گوردیال سنگھ رئیس پڈھانہ	۶۱۰
۳۱۰	سردار ہربھجن سنگھ رئیس پڈھانہ	۶۱۰
۳۱۱	سکھ مہندر سنگھ پڈھانیہ	۶۱۰
۳۱۲	بکرماجیت سنگھ پڈھانیہ	۶۱۰
۳۱۳	سردار سربجیت سنگھ رئیس پڈھانہ	۶۱۰
۳۱۴	رابندر سنگھ پڈھانیہ	۶۱۰
۳۱۵	دیوان مہیش داس ایڈووکیٹ سرگباشی رئیس لاہور	۶۱۷
۳۱۶	دیوان گنیش داس آئی ایس او رئیس لاہور سابق رجسٹرار پی ڈبلیو ڈی صوبہ سرحدی	۶۱۷
۳۱۷	چمن لال	۶۱۷
۳۱۸	منوہر لعل رئیس لاہور	۶۱۷
۳۱۹	رام ناتھ	۶۱۷
۳۲۰	لاگھوناتھ داس رئیس لاہور	۶۱۷
۳۲۱	خانبہادر نواب محمد شہباز خان خلف زئی رئیس اعظم قصور	
//	آنریری اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و پریذیڈنٹ میونسپل بورڈ	۶۲۴
۳۲۲	خان بہادر نواب محمد شہباز خاں خلف زئی رئیس اعظم قصور	۶۲۴
۳۲۳	خان محمد احمد خاں آنریری مجسٹریٹ قصور	۶۲۴
۳۲۴	خان عالم خاں نائب تحصیلدار	۶۲۴
۳۲۵	خان غلام احمد خاں	۶۲۴

نمبر شمار	ان رؤساء کے اسمائے گرامی جن کی تصاویر درج ہیں	صفحہ
۳۲۶	سلطان علی عادل خاں	۶۲۴
۳۲۷	سلطان علی حسین خاں	۶۲۴
۳۲۸	سلطان علی حیدر خاں	۶۲۴
۳۲۹	سکندر حیات خاں	۶۲۴
۳۳۰	علی رضا خاں	۶۲۴
۳۳۱	خضر حیات خاں	۶۲۴
۳۳۲	سردار جہانگیر سنگھ رئیس مٹہ کے	۶۳۳
۳۳۳	سردار سنت سنگھ سندھو رئیس اعظم بڈھنکے	۶۳۹
۳۳۴	سردار گوردیال سنگھ	۶۳۹
۳۳۵	سردار پرتھی پال سنگھ	۶۳۹
۳۳۶	سردار چھپال سنگھ	۶۳۹
۳۳۷	سردار ہردیال سنگھ رئیس ماڑی	۶۴۲
۳۳۸	سردار بہادر سید محمد شاہ کیدان رئیس لاہور	۶۴۶
۳۳۹	سید سردار علی رئیس لاہور	۶۴۶
۳۴۰	سید افتخار علی رئیس لاہور	۶۴۶
۳۴۱	خان صاحب سید اولاد حسین رئیس لاہور تعلقدار بھڑائچ	۶۴۶
۳۴۲	سردار شمشیر سنگھ سندھانوالیہ	۶۵۲
۳۴۳	سردار بخشیش سنگھ سندھانوالیہ	۶۵۲
۳۴۴	لفٹیننٹ سردار رگھبیر سنگھ سندھانوالیہ او بی ای رئیس اعظم راجہ سانسی	۶۵۲
۳۴۵	ٹکا سردار ہراندر سنگھ سندھانوالیہ آف راجہ سانسی	۶۵۲
۳۴۶	سردار ارجن سنگھ سندھانوالیہ	۶۵۲
۳۴۷	اجاپال سنگھ	۶۵۲
۳۴۸	شواندرپال سنگھ	۶۵۲
۳۴۹	سردار گوردیال سنگھ سندھانوالیہ	۶۵۲
۳۵۰	دلجودھن سنگھ	۶۵۲

نمبر شمار	ان رؤساء کے اسمائے گرامی جن کی تصاویر درج ہیں	صفحہ
۳۵۱	دلبیر سنگھ	۶۵۲
۳۵۲	صوبیدار سردار کرتار سنگھ سندھانوالیہ	۶۵۲
۳۵۳	نرنجن سنگھ	۶۵۲
۳۵۴	بھوپندر سنگھ	۶۵۲
۳۵۵	سنگھ بہادر سردار جبا سنگھ رام گڑھیہ گدی نشین	۷۱۴
۳۵۶	سردار باوقار سردار منگل سنگھ رام گڑھیہ سی ایس آئی رئیس امرتسر	۷۱۴
۳۵۷	سردار گوردت سنگھ رام گڑھیہ رئیس امرتسر	۷۱۴
۳۵۸	سردار کشن سنگھ رام گڑھیہ رئیس امرتسر	۷۱۴
۳۵۹	سردار ترلوچن سنگھ رام گڑھیہ رئیس اعظم امرتسر	۷۱۴
۳۶۰	رائے گیان چند رئیس امرتسر	۷۳۷
۳۶۱	سردار ہرچنداس رکن الدولہ رئیس امرتسر	۷۳۷
۳۶۲	سردار لچھمی سہائے سردار بہادر رئیس امرتسر	۷۳۷
۳۶۳	سردار محکم چند رئیس امرتسر	۷۳۷
۳۶۴	سردار دیوی سہائے سرگباشی وزیر وزارت ریاست جموں وکشمیر رئیس اعظم امرتسر	۷۳۷
۳۶۵	سردار دیا سہائے تحصیلدار رئیس اعظم امرتسر	۷۳۷
۳۶۶	رائے بہادر سردار جوالا سہائے سرگباشی بی اے ایم آر اے ایس ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ و سیشن جج رئیس اعظم امرتسر	۷۳۷
۳۶۷	رائے صاحب سردار شیو سہائے سرگباشی پنجاب پولیس رئیس امرتسر	۷۳۷
۳۶۸	سردار مہاراج چند رئیس امرتسر	۷۳۷
۳۶۹	ٹھاکر بنیر چند رئیس امرت سر	۷۳۷
۳۷۰	سردار جیون سنگھ مان رئیس مانانوالہ ضلع امرتسر	۷۵۱
۳۷۱	سردار آتما سنگھ مان رئیس اعظم و آنریری مجسٹریٹ امرتسر	۷۵۱
۳۷۲	سردار بلبیر سنگھ مان	۷۵۱
۳۷۳	سردار پنجاب سنگھ مرحوم رئیس رسولپور	۷۷۱
۳۷۴	سردار جوالا سنگھ مرحوم رئیس رسولپور	۷۷۱
۳۷۵	سردار سر جگندر سنگھ رئیس اعظم رسولپور سرکردہ خاندان رسولپوریہ	۷۷۱

نمبر شمار	ان رؤسا کے اسمائے گرامی جن کی تصاویر درج ہیں	صفحہ
۳۷۶	رسالدار سردار سنت سنگھ سرگھاشی رسولپوریہ	۷۷۱
۳۷۷	کپتان سردار پرتھی پال سنگھ رسولپوریہ	۷۷۱
۳۷۸	سردار جیپال سنگھ	۷۷۱
۳۷۹	سردار سربپال سنگھ	۷۷۱
۳۸۰	سردار اننت پال سنگھ	۷۷۱
۳۸۱	سردار موتا سنگھ بھنگی رئیس اعظم زنگڑہ	۷۷۵
۳۸۲	سردار کرپال سنگھ	۷۷۵
۳۸۳	سردار اروڑ سنگھ	۷۷۵
۳۸۴	راجندر سنگھ	۷۷۵
۳۸۵	سردار جھیپا سنگھ بھنگی رئیس زنگڑہ	۷۷۵
۳۸۶	سردار گورچرن سنگھ	۷۷۵
۳۸۷	سردار بے انت سنگھ	۷۷۵
۳۸۸	گورمہندر سنگھ	۷۷۵
۳۸۹	امریک سنگھ	۷۷۵
۳۹۰	امرجیت سنگھ	۷۷۵
۳۹۱	سردار چھانگا سنگھ رئیس اٹاری	۸۰۱
۳۹۲	سردار ہمرپال سنگھ بی اے	۸۰۱
۳۹۳	کپتان سردار مہندر سنگھ رئیس اٹاری	۸۰۱
۳۹۴	سردار چندا سنگھ رئیس اٹاری	۸۰۱
۳۹۵	رگھبیر سنگھ	۸۰۱
۳۹۶	رسالدار سردار صورت سنگھ رئیس اٹاری	۸۰۱
۳۹۷	سردار گوربخش سنگھ رئیس اٹاری	۸۰۱
۳۹۸	سردار اوتار سنگھ رئیس اٹاری	۸۰۱
۳۹۹	سردار ہراندرپال سنگھ رئیس اٹاری	۸۰۱
۴۰۰	رسالدار سردار کشن سنگھ سرگھاشی رئیس مجیٹھہ	۸۴۲

نمبر شمار	ان رؤسا کے اسمائے گرامی جن کی تصاویر درج ہیں	صفحہ
۴۰۱	سردار بلبیر سنگھ رئیس اعظم مجیٹھہ	۸۴۲
۴۰۲	سردار ٹھاکر سنگھ	۸۴۲
۴۰۳	نرپال سنگھ	۸۴۲
۴۰۴	ہرپال سنگھ	۸۴۲
۴۰۵	میجر سردار ہرنس سنگھ چھینہ ریونیو کمشنر ریاست پٹیالہ	۸۵۰
۴۰۶	سردار ہردو سنگھ چھینہ	۸۵۰
۴۰۷	سردار گیان سنگھ چھینہ	۸۵۰
۴۰۸	سردار ہرنس سنگھ چھینہ	۸۵۰
۴۰۹	سردار سمپورن سنگھ چھینہ	۸۵۰
۴۱۰	سردار صورت سنگھ چھینہ	۸۵۰
۴۱۱	اجیت سنگھ	۸۵۰
۴۱۲	گوردیال سنگھ	۸۵۰
۴۱۳	چرنجیت سنگھ	۸۵۰
۴۱۴	ترلوچن سنگھ	۸۵۰
۴۱۵	سردار اوتار سنگھ چھینہ	۸۵۰
۴۱۶	سردار تیجپال سنگھ چھینہ	۸۵۰
۴۱۷	سردار اجاپال سنگھ چھینہ	۸۵۰
۴۱۸	پرمجیت سنگھ	۸۵۰
۴۱۹	سردار تیجا سنگھ رندھاوا رئیس چمیاری	۸۵۸
۴۲۰	رگھبیر سنگھ رندھاوا	۸۵۸
۴۲۱	سردار پرتھی پال سنگھ رندھاوا رئیس چمیاری	۸۵۸
۴۲۲	سردار بلونت سنگھ رندھاوا رئیس چمیاری	۸۵۸
۴۲۳	سردار جوگندر سنگھ ونگلیہ بی اے	۸۶۵
۴۲۴	سردار بلونت سنگھ سدھو رئیس اعظم بھیلووال	۸۶۹
۴۲۵	سردار جہناب سنگھ بھکھا	۸۷۱

شہزادہ ثریا جاہ ابوالنصر مرزا محمد کیوان شاہ یادگارِ خاندانِ مغلیہ دہلی

Shahzada Suriya Jah Abu-Nasar Mirza Muhammad Kaiwan Shah of Delhi

نمبر شمار	ان رؤسائے کے اسمائے گرامی جن کی تصاویر درج ہیں	صفحہ
۴۲۶	سردار بھگوان سنگھ بھکھا	۸۷۱
۴۲۷	سردار گورچرن سنگھ بھکھا	۸۷۱
۴۲۸	سردار رگھبیر سنگھ بھکھا	۸۷۱
۴۲۹	سردار نہال سنگھ رئیس کوٹ سید محمود	۸۷۴
۴۳۰	سردار مولا سنگھ رئیس کوٹ سید محمود	۸۷۴
۴۳۱	سردار بہادر رسالدار سردار عجائب سنگھ سرکاریہ	۸۷۴
۴۳۲	سردار صورت سنگھ سرکاریہ	۸۷۴
۴۳۳	سردار نرنجن سنگھ سرکاریہ	۸۷۴
۴۳۴	سردار رام سنگھ سرکاریہ	۸۷۴
۴۳۵	سردار کرم سنگھ سرکاریہ رئیس کوٹ سید محمود	۸۷۴
۴۳۶	سردار موہن سنگھ سرکاریہ	۸۷۴
۴۳۷	سردار اجاگر سنگھ سرکاریہ	۸۷۴
۴۳۸	سردار گوربخش سنگھ	۸۷۴
۴۳۹	سردار سوہن سنگھ	۸۷۴
۴۴۰	سردار امر سنگھ رئیس تنگ پائیں	۸۷۷
۴۴۱	سردار گورنجن سنگھ رئیس اعظم تنگ پائیں	۸۷۷
۴۴۲	سردار خوشحال سنگھ رندھاوا رئیس کتھونگل	۸۷۹
۴۴۳	سردار سنت سنگھ رندھاوا رئیس اعظم کتھونگل	۸۷۹
۴۴۴	سردار کرپال سنگھ	۸۷۹
۴۴۵	رائے بہادر سردار کلیان سنگھ سرگباشی رئیس اعظم آنریری مجسٹریٹ وائس پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی امرتسر	۸۸۶
۴۴۶	رائے بہادر لالہ رتن چند مہرہ او بی ای ایم ایل سی رئیس اعظم و آنریری مجسٹریٹ امرتسر	۸۸۶
۴۴۷	رائے بہادر لالہ لابھ چند مہرہ ایم ایل سی رئیس اعظم و آنریری مجسٹریٹ امرتسر	۸۸۶
۴۴۸	رائے بہادر لالہ پرکاش چند مہرہ پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی امرتسر	۸۸۶
۴۴۹	لالہ خوشحال چند مہرہ	۸۸۶
۴۵۰	لالہ لال چند مہرہ	۸۸۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صُوبہ دہلی

مرزا خیر الدین خورشید جاہ

ابو النصر محمد معظم شاہ عالم بہادر شاہ اول

۱
ابو الفتح معز الدین محمد جہاندار شاہ
عزیز الدین محمد عالمگیر ثانی
ابو المظفر جلال الدین محمد شاہ عالم ثانی
ابو النصر معین الدین اکبر شاہ ثانی
ابو المظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ ثانی

۲
عظیم الشان بادشاہ دہلی
مرزا ہمایوں بخت
مرزا عزت افزا
مرزا شجاعت افزا المعروف مرزا بجو
مرزا حیات افزا المعروف مرزا الٰہی بخش
وفات سنہ ۱۸۷[illegible]ء

مرزا معظم بخت
عظیم الدین
کبیر الدین
فیض الدین
مرزا خیر الدین خورشید جاہ
ولادت سنہ ۱۹۱۴ء

۱
محمد سلیمان شاہ
مرزا محمد شاہ
(وفات سنہ ۱۹۲۵ء)

۲
مرزا ثریا جاہ المعروف کیوان شاہ
مرزا جواں بخت
(وفات سنہ ۱۹۱۱ء)

۳
مرزا اقبال شاہ
(وفات سنہ ۱۸۹۲ء)

دہلی کے پراونشل درباروں کی فہرست میں مرزا ثریا جاہ عرف کیوان شاہ کی جگہ سب سے اول تھی۔ اس کو جاہ و مرتبہ اپنے والد مرزا الٰہی بخش سے جس نے ۱۸۵۷ء میں سرکار انگریزی کی جاں نثاری و خدمتگذاری بدرجہ غایت کی تھی ورثہ میں ملے اور اس کا دہلی کے خاندان شاہی سے عالمگیر ثانی کی دختر نواب عمدۃ الزمانی بیگم کی وجہ سے رشتہ تھا۔ محل شاہی میں مرزا الٰہی بخش کی خوب چلتی تھی کیونکہ بیگم زینت محل بہادر شاہ اخیر بادشاہ دہلی کی چاہیتی بیوی اس پر بڑی مہربان تھی۔ مرزا کی ایک لڑکی بادشاہ کے سب سے بڑے لڑکے فتح الملک مرزا فخرو سے بھی جس کا غدر کے شروع ہونے سے تھوڑا ہی عرصہ پہلے انتقال ہوگیا تھا بیاہی ہوئی تھی۔ غدر ہو جانے پر جب دہلی کا محاصرہ شروع ہوا تو مرزا الٰہی بخش شہر پناہ کے اندر ہی رہا اور اسطرح وہ باغیوں کی کارروائیوں کی ضروری اطلاع بہم پہنچا سکتا تھا اور ہمارے (سرکار انگریزی کے) ایجنٹوں کی حفاظت اور مدد کر سکتا تھا۔ اس نے ۵۰ عیسائیوں کی ایک جماعت کی جانیں بچانے میں حد درجہ کی کوشش کی مگر وہ بادشاہ کے علم سے قلعہ کے اندر بیرحمی اور سختی کیساتھ قتل کر دیئے گئے۔ انگریزوں کی جنگی کارروائیوں میں جو واقعی امداد مرزا نے کی وہ یہ تھی کہ دریائے جمنا کے پُل کو جو شہر کے مقابل تھا کاٹ دیا جس سے مشرقی جانب سے باغیوں کی رسد اور فوجی امداد کا آنا بند ہوگیا۔ بعد ازاں مرزا نے ایسی کارروائی کی کہ لڑائی جھگڑا ہونے کے بغیر ہی بادشاہ حراست میں آگیا اور اس کے بعد اس نے شاہزادگان خضر سلطان اور ابوالباقر کے گرفتار کرانے میں بھی ہڈسن صاحب بہادر کی امداد کی جن کی گرفتاری کے بعد باغیوں کا کوئی خاندانی سردار نہ رہا اور بغاوت فرو ہوگئی۔ غدر کے فرو ہوتے پر مرزا کی کارروائیوں کی اچھی طرح سے چھان بین ہوئی اور ان کا مناسب معاوضہ دیا گیا۔ یعنی یکم مئی ۱۸۵۹ء سے مرزا اور اس کے کنبے کو مبلغ ۲۲۸۳۰ روپیہ سالانہ کی نسلاً بعد نسل پنشنیں بہ تفصیل ذیل عطا کی گئیں:۔

مرزا کی ذات خاص کے لئے	۹۵۵۰ روپیہ
مرزا کی بیویوں کے لئے	۴۵۳۰ "
مرزا کی لڑکیوں کے لئے	۷۶۷۰ "
مرزا کے دوسرے رشتہ داروں کے لئے	۱۰۸۰ "

بعد ازاں ۱۸۶۱ء میں اس عطیہ کے عوض جو غدر سے پہلے مرزا اور اس کے رشتہ داروں کو مشترک طور پر مواضعات سانپلا و آسودہ ضلع رہتک سے ملا کرتا تھا۔ گورنمنٹ ہند نے صرف مرزا کو ۵۰۰۰ روپیہ سالانہ کی مالیت کی دوامی جاگیر عطا کر دی اور ۱۸۶۶ء میں اضلاع دہلی اور میرٹھ میں مبلغ ۲۲۲۶ روپیہ سالانہ کی مالیت کے چند مواضعات کا مالیہ مرزا اور اس کے کنبہ کے لئے واگذاشت کر دیا نیز ایام غدر کے محاصرہ میں مرزا کے مال و اسباب کے نقصان کی تلافی میں گورنمنٹ عالیہ نے اسے مبلغ ۱۱۴۳۷۶ روپیہ عطا کئے اور ۱۸۷۲ء میں ۳۵۰۰۰ روپیہ بطور قرضہ دیا جس میں سے نصف سے زیادہ رقم مرزا پر خاص مہربانی کی نظر سے معاف کر دی گئی اور پھر ۱۸۷۷ء میں حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند کے خطاب شہنشاہ اختیار کرنے کے موقع پر اس کی پنشن میں ۲۲۵۰ روپیہ کا اضافہ کیا گیا۔ جب ۱۸۷۸ء میں مرزا الٰہی بخش کا انتقال ہوگیا تو اس کا سب سے بڑا بیٹا محمد سلیمان شاہ اس کا جانشین ہوا مگر ۱۲ سال کے اندر ہی یعنی ۱۸۹۰ء میں انتقال کر گیا اور اسی سال مرزا ثریا جاہ عرف کیوان شاہ اپنے بڑے بھائی کی جگہ مغلوں کا بزرگ خاندان تسلیم کیا گیا۔ مرزا ثریا جاہ عدالت ہائے دیوانی میں بذات خود حاضر ہونے سے مستثنٰی تھا۔ شہر کا آنریری مجسٹریٹ اور میونسپل کمشنر تھا اور جامع مسجد اور مسجد فتح پوری اور اینگلو عربی ہائی سکول کی منتظمہ کمیٹیوں کا ممبر بھی تھا۔ مرزا اور اس کے کنبے کو ۲۰۹۰ روپیہ ماہوار کی پنشن ورثہ میں ملی تھی جس میں سے ۸۶۰ روپیہ تو مرزا کی ذاتی پنشن تھی اور باقی ماندہ اس کے رشتہ دارو ں

شیخ عمرالدین بخارا سے سلطان شہاب الدین غوری کے ہمرکاب ہندوستان میں آیا اور سلطان پور میں جو دریائے بیاس اور ستلج کے مقامِ اتصال کے قریب ہے آباد ہوا۔ اس کے بیٹے دہلی چلے گئے اور موجودہ قصبۂ ریواڑی کے عہدۂ مفتی پر مامور ہوئے۔ یہ معزز عہدہ کئی پشتوں تک اسی خاندان میں رہا۔ اکبرشاہ ثانی بادشاہ دہلی کے عہدِ حکومت میں امان الحق نے راگھوجی راؤ بھونسلا راجۂ ناگپور کے ہاں ملازمت اختیار کرلی اور سالہائے دراز تک اس کی خدمت میں رہا۔ پھر اس کے پوتے محب حسین خاں کو بھنڈارا علاقہ ناگپور کی صوبہ داری عطا ہوئی اور جب سرکار انگریزی نے ۱۸۵۳ء میں راگھوجی راؤ ثالث کے لاولد فوت ہونے پر علاقہ ناگپور اپنے علاقہ میں شامل کرلیا تو محب حسین کو بھی ممالک متوسط میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری کا عہدہ مل گیا اور ۱۸۷۰ء میں اس کا انتقال ہوگیا۔ اس کا سب سے بڑا لڑکا نورالدین حسین خاں کئی سال تک ناگپور کی سوار پولیس میں رسالدار رہا۔

امان الحق خاں کا لڑکا ظفر علیخاں ناگپور میں ۹ سال تک ۶۰۰۰ روپیہ مشاہرہ سالانہ پر صوبہ دار رہا اور ۱۸۴۳ء میں جب وہ راہگرائے عالم بقا ہوا تو اس کے پانچ لڑکوں کو ریاست سے قلیل پنشنیں مل گئیں۔ ان میں سے ایک یعنی عنایت علی خاں نے فوجی خدمات کے صلہ میں ۶۰۰ روپیہ پنشن پائی اور اسی امتیاز کی وجہ سے وہ ریواڑی ضلع گورگانوہ میں آنریری مجسٹریٹ بھی رہا۔ ظفر علیخاں کا دوسرا لڑکا عبدالعلی[1] خاں غدر کے دنوں میں پنجاب کے دوسرے رسالہ میں رسالدار تھا اور ان پانچوں کا چچا[2] محب الحق امحاق ناگپور سے پہلے ریاست ناگپور کا جج تھا۔

---

[1] انگریزی کتاب میں غالباً غلطی ہے عبدالعلی خاں ظفر علیخاں کا لڑکا نہیں بلکہ بھائی تھا (مترجم)

[2] یہ غلط ہے شجرہ ملاحظہ ہو۔ (مترجم)

اس خاندان کے موجودہ بزرگ علاءالدین حیدر خاں کے جدِ اعلیٰ بخشی غلام حیدر خاں نے نظام حیدرآباد کے ہاں ملازمت اختیار کرلی تھی اور ۱۸۰۳ء کی جنگ اسئی [illegible] پر ولنگٹن صاحب کے ماتحت تھوڑے سے حصۂ فوج کا افسر بھی رہا اور اِن [illegible] کے صلہ میں اس کو خطاب خانبہادر اور تحصیل ریواڑی میں ۱۴۰۰ بیگھہ زمین بطور [illegible] عطا کی گئی۔ بعد میں وہ راگھوجی راؤ بھونسلا کی جسکو اس کے بھتیجے آپا صاحب [illegible] ۱۸۱۶ء میں زہر دیدیا تھا سلک ملازمت میں شامل ہوگیا۔ خانبہادر بخشی غلام حیدر [illegible] آپا صاحب کی کوششوں کی جو وہ ۱۸۱۷ء میں سرکار انگریزی کے برخلاف [illegible] مخالفت کی اور جب راجائے موصوف کو ریاست سے خارج کر دیا [illegible] سال تک وہاں کی فوج کا کمیدان رہا۔ اس کے لڑکوں میں سے تین لڑکے بھی [illegible] میں ملازم تھے جن میں سے سب سے بڑا غلام محمد خاں اپنے باپ کی جگہ ناگپور [illegible] کے عہدہ کمیدانی پر مامور ہوا اور ایک لڑکا تفضل حسین خاں نامی چھوڑ مرا جو [illegible] کپتان کہلایا اور جب مئی ۱۸۵۷ء میں دہلی کے غدر کی خبر ناگپور میں پہنچی [illegible] حسین خاں ہی وہاں کے مقامی رسالہ کا افسر تھا اور اس کے رسالہ نے اگرچہ [illegible] میں بغاوت برپا کرانے کی بہت کچھ کوششیں کیں لیکن وہ سب ناکام رہیں [illegible] تفضل حسین ہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ تھا۔ اس کے صلہ میں اسے سوار پولیس [illegible] رسالداری اور خطاب سردار بہادر عطا ہوئے پھر ۱۸۶۰ء میں کپتان موصوف [illegible] نگر اور ریواڑی ضلع گورگانوہ میں حقوق لبسوہ داری و جاگیر جن کی آمدنی ۶ ہزار [illegible] سالانہ تھی ۱۵۰۰ روپیہ بطور نذرانہ وضع ہونے کی شرط پر عطا کئے گئے۔ کپتان [illegible] حسین خاں کے بعد اس کے لڑکے محمد سراج الدین حیدر خاں کے نام جو اسکی جگہ [illegible] کا سرکردہ اور ڈویژنل درباری مقرر ہوا یہی عطیہ برقرار رکھا گیا۔ ۱۸۶۸ء میں [illegible] الدین حیدر خاں فرخ نگر کا آنریری مجسٹریٹ اور سب رجسٹرار مقرر ہوا مگر چونکہ [illegible] کچھ کام نہ تھا اس لئے ۱۸۹۳ء میں رجسٹری کے اختیارات واپس لے لئے گئے

سردار تلوک سنگھ رئیس سیکری

- بھاگ سنگھ (وفات سنہ ۱۸۰۷ء)
  - ۱ بھوپ سنگھ (وفات سنہ ۱۷۹۴ء)
  - ۲ مہتاب سنگھ (وفات سنہ ۱۸۳۷ء)
    - ۱ لہنا سنگھ (وفات سنہ ۱۸۶۹ء)
      - جوالا سنگھ (وفات سنہ ۱۸۸۲ء)
        - سردار تلوک سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۶۸ء)
          - بلونت سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۴ء)
    - ۲ چڑت سنگھ (وفات سنہ ۱۸۴۳ء)

سردار تلوک سنگھ کا بزرگ بھاگ سنگھ سو کر چاکیہ اپنا وطن یعنی موضع بھاڑا ضلع امرتسر چھوڑ کر دھارا راؤ ایک مرہٹہ قسمت آزما کی فوج میں شامل ہوا جس نے اٹھارھویں صدی کے اواخر میں مانجھ کے بعض خاندانی آدمیوں کو جمع کر لیا تھا اور دہلی اور پٹیالہ کے درمیانی علاقہ پر اپنی حکومت قائم کر لی تھی۔ یہ وہی دھارا راؤ تھا جو پٹیالہ

[illegible] دیوان نانول سے کچھ لینا کر کے راجہ گجپت سنگھ والی جیند کے ساتھ شامل ہو گیا تھا اور اس طرح پر اس کے ذریعے سے جلاوطن دیوان اور نوعمر راجہ صاحب سنگھ پٹیالہ کی حکومت پر بحال ہوئے تھے۔ دھارا راؤ نے بھاگ سنگھ کی خدمات کے صلہ میں سیکری کا علاقہ عطا کیا جس میں ۵۶ گاؤں شامل تھے جو سردار بھنگا سنگھ تھانیسر والے سے لئے گئے تھے۔ بعدازاں بھاگ سنگھ آگرہ میں ابن روے [illegible] کے رؤسا کا بحیثیت معتمد کام کرتا رہا۔ ان ابتدائی دنوں میں بھاگ سنگھ افسران سرکاری کے بہت کچھ مُفید مطلب ثابت ہوا اور اس کی خدمات کے صلہ میں اسے پرگنہ دہلی کے ۳ گاؤں کا مالیہ تاحین حیات کے لئے عطا گیا۔ سنہ ۱۸۰۷ء میں اس کی وفات پر اس کے بیٹے مہتاب سنگھ کو تاحیات ۱۸۰۰ روپیہ سالانہ کی پنشن دی گئی۔ غدر کے ایام میں سردار لہنا سنگھ خاندان کا بزرگ تھا اس موقع پر اس کا سلوک سرکار انگریزی سے وفادارانہ رہا اور اس کی خدمات کا صلہ دیا گیا۔ خاندان کا موجودہ بزرگ تلوک سنگھ ڈویژنل درباری ہے۔ اسکی جاگیر کی آمدنی قریباً ۳۰۰۰ روپیہ سالانہ ہے اور دوسری زرعی جائداد واقع اضلاع کرنال اور امرتسر کی آمدنی بھی مبلغ ۳۰۰۰ روپیہ ہے۔

ناصر احمد خاں مرحوم رئیس پانی پت

خواجہ لئیق احمد خان انصاری رئیس اعظم پانی پت

Khauja Laiq Ahmad Khan Ansari of Panipat.

ناصر احمد خاں رئیس پانی پت سنہ ۱۸۹۰ء میں اپنے والد بزرگوار نواب فضل احمد خاں کا جانشین ہُوا۔ اس کا دادا نواب امان اللہ خاں جو اکاسی سال کی عمر میں فوت ہُوا ضلع کرنال کے سربرآوردہ مسلمانوں میں ہونے کے علاوہ دُور دُور تک مشہور تھا۔ اور لوگ اس کی بڑی عزت و تکریم کرتے تھے۔ نواب امان اللہ خاں کئی سال تک آنریری مجسٹریٹ اور پانی پت کی میونسپل کمیٹی کا ممبر رہا۔ حکام ضلع کو ہر ایک موقع پر مستعدی سے مدد دیا کرتا تھا اور ایام غدر میں اپنے آبائی قصبہ کے اندر امن قائم رکھنے میں اور سرکاری فوج کو جو دہلی کے آگے پڑی تھی رسد رسانی میں حتی المقدور اعانت کرنے کے باعث علی طور پر نمک حلال ثابت ہوا۔ یہ پانی پت کی قوم انصاری یا اس قوم کا جنہوں نے پیغمبر خدا (علیہ التحیۃ والسلام) کی امداد کی تھی بالاتفاق سردار مانا جاتا تھا۔ یہ انصاری اپنے آپ کو خواجہ عبداللہ پیر ہرات کی اولاد بتلاتے ہیں جن کے لڑکوں میں سے ایک خواجہ ملک علی نامی شمس الدین التمش کے پوتے سلطان علاء الدین مسعود کے عہد حکومت میں نقل مکان کرکے دہلی آیا اور آخر کار پانی پت کو اپنا وطن مقرر کیا۔ انصاری بلاشبہ بڑا معزز خاندان ہے کیونکہ یہ بھی صوبۂ پنجاب کے متعدد خاندانوں کی طرح بغیر کسی جھگڑے کے ثابت کرسکتے ہیں کہ ان کے بزرگ کئی پشتوں تک دیرینہ مسلمان سلطنتوں میں نہایت معزز عہدوں پر ممتاز رہے۔ ملک علی کے لڑکے خواجہ نصیر نے مخدوم زادگان پانی پت کے مشہور خاندان کے بزرگ جلال الدین کی لڑکی فردوس سے شادی کی جس کے ساتھ اراضیات پانی پت کا ایک حصّہ بھی حاصل کیا جو اس وقت سے لیکر آج تک اسی خاندان کے قبضہ میں چلا آتا ہے اور مخدوم زادوں کے خاندان کیساتھ انصاریوں کے باہمی ازدواج کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ خواجہ نصیر سے بارہ پشت بعد عبدالرزاق شاہ عالمگیر کے عہد میں ایک بڑا فوجی افسر

[illegible] کا ایک لڑکا معان الدولہ دلیر دل خاں کچھ عرصہ صوبجات کابل کا وائسرائے [illegible] اور دوسرا [illegible] کرگیا نادر شاہ کے حملہ کے وقت لاہور کا ناظم تھا اور تیسرا لڑکا [illegible] مختلف مواقع پر عظیم شاہ کا استاد۔ قلعہ دہلی کا داروغہ اور پیچھے بعد [illegible] بادشاہوں کا دیوان رہا۔ محمد شاہ نے اسے شمس الدولہ کا خطاب دے کر [illegible] ہزاری مقرر کیا اور ملتان کا صوبہ دار کردیا اور آخر کار یہ اپنے بھائی [illegible] کا جانشین ہوگیا۔ اس نے اپنے آبائی قصبہ پانی پت کی زیبائش [illegible] لاہوری دروازہ میں کئی مسجدیں جو اب تک موجود ہیں۔ بنوانے میں [illegible] روپیہ خرچ کیا:

عبدالرزاق کا دوسرا لڑکا لشکر اللہ خاں بہادر شاہ کے عہد میں مالوہ [illegible] اس کا عہدہ بھی شش ہزاری تھا اور ۲½ لاکھ روپیہ سالانہ [illegible] تھی۔ لطیف اللہ کا بیٹا عنایت خاں محمد شاہ کا بخشی اور نائب [illegible] تھا۔ اس کو راسخ الاعتقاد کا خطاب مرحمت ہوا تھا اور ۸۴۰۰۰ [illegible] تنخواہ دی جایا کرتی تھی۔ اس کا بیٹا عزت اللہ خاں اسی تنخواہ پر افسر [illegible] تھا اور آخر کار اپنی جاگیر واقع شاہ جہان آباد اور بنارس کے انتظامات [illegible] ملازمت سے دست کش ہوگیا تھا۔ یہ جاگیریں کچھ عرصہ بعد علی ویردی [illegible] نے ضبط کرلیں مگر بعد ازاں صوبۂ بہار کے ۱۰۰ گاؤں اس کے نام واگذار [illegible]۔ عزت اللہ خاں اسی علاقہ کے سرکار کمپنی کے ہاتھ میں آجانے کے ۱۲ سال [illegible] ۱۸۱۲ء میں پٹنہ میں فوت ہوا اور اس کا تیسرا لڑکا نواب باقر علی خاں [illegible] کا جانشین ہوا۔ وہ اپنے آبائی وطن یعنی پانی پت میں واپس آگیا تھا اور [illegible] جبکہ دہلی اور اس کے گرد و نواح کا علاقہ پہلے پہل سرکار انگریزی کی حکومت [illegible] سرکار موصوف کا بڑا وفادار اور خیرخواہ رہا۔ پھر سنہ ۱۸۳۷ء میں نواب امان اللہ خاں [illegible] روپیہ کیا گیا ہے عزت اللہ کا جانشین ہوا:

سنہ۱۸۶۹ء میں امان اللہ خاں کی وفات پر اس کا بیٹا فضل احمد خاں خاندان کا بزرگ ہُوا جس کو حکام اس وجہ سے بخوبی جانتے تھے کہ وہ اپنے باپ کا کئی سال تک قائم مقام رہا تھا جو ایک مزمن مرض کی وجہ بذات خود اس اعلیٰ ذمہ واری کی انجام دہی کے قابل نہ تھا جس پر اس کے رتبہ اور شہرت نے اسے پہنچا دیا تھا۔ نواب فضل احمد خاں پانی پت کی میونسپل کمیٹی کا پریذیڈنٹ اور لوکل اور ڈسٹرکٹ بورڈ کا ایک ممبر تھا۔ اسے پانی پت کے کئی خیراتی کاموں میں خصوصًا اسلامیہ خیراتی سکول میں جس کے ساتھ اس کا غیر سرکاری تعلق تھا عملی دلچسپی تھی۔ مور منورٹ میں تو اس کی بہت سی زمینداری جائداد تھی اور مورگو بھردھن اور بجنیارپور میں جو تمام ضلع پٹنہ میں ہیں ایسی جائداد تھی جس کا سرکاری مالیہ معاف تھا۔ نیز تحصیلات پانی پت اور سونی پت کی اراضیات میں اس کو استمراری حقوق بھی حاصل تھے۔ سنہ۱۸۹۰ء میں اس کا انتقال ہوا اور اس کا بیٹا ناصر احمد خاں اس کا جانشین ہوا۔ ناصر احمد خاں پانی پت کا ذیلدار نمبردار اور پراونشل درباری تھا۔ اس کی معافی سکنی و زرعی جائداد کی آمدنی قریبًا ۲ ہزار روپیہ سالانہ تھی جس میں وہ ۶۰ روپیہ کے قریب وہ رقم بھی شامل ہے جو پٹنہ کی جائداد سے اس کے حصہ میں آتی تھی۔ پٹنہ کی باقی بہت سی جائداد اس کے بھائی بندوں کے قبضہ میں چلی گئی ہے ؛

آج کل انصاری شیخوں کی بہت سی شاخیں پانی پت میں آباد ہیں۔ اس خاندان کے بہت سے آدمی ملازمت پیشہ ہیں اور خاص کر وسطی اور جنوبی ہندوستان کی ریاستوں میں ملازم ہیں۔ شرع محمدی کے قاعدۂ وراثت کے بموجب ان کے مقبوضات کے چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم ہو جانے اور پردہ دار مستورات کے حقوق کے بارہ میں جھگڑے رہنے کے باعث اس خاندان کے بہت سے افراد اب خوشحال نہیں رہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ انصاری

[illegible] آباد ہیں اپنے پنجاب والے بھائی بندوں سے زیادہ مرفہ الحال ہیں [illegible] ان میں سے بعض نے سرکار انگریزی کی ملازمت اختیار کر لی ہے چنانچہ تفضل [illegible] پانی پت والا ہی کچھ عرصہ تک بنگال میں منصف رہ چکا ہے ؛

انصاری پانی پت کے پیرزادوں یا مخدوم زادوں اور بریست اور سونی پت [illegible] سے ہی باہم ازدواج کرتے ہیں۔ ناصر احمد رئیس پانی پت سنہ۱۹۳۶ء میں لاولد فوت ہوا اور اس کی جائداد اس کے بھتیجوں کو مل گئی ہے ان میں سے [illegible] احمد خاں کے قبضہ میں پانی پت کی ۵۰۰ بیگھ اراضی ہے جس کا معاملہ معاف ہے اس کے علاوہ ضلع رہتک کے موضع گھنور کی قریبًا ۱۰۰ بیگھ اراضی بھی اس کے قبضہ میں ہے اور علاوہ ازیں یہ پانی پت اور دہلی کی کچھ جائداد سکنی کا بھی مالک ہے۔ اس [illegible] رشتہ داروں کے قبضہ میں تھوڑی جائداد ہے ؛

ضلع انبالہ

مندرجہ ذیل نوٹ جس میں انبالہ کے بڑے
بڑے خاندانوں کی حالت کا مختصر ذکر ہے
کننگھٹن صاحب بہادر بالقابہ نے جو
ایک زمانے میں انبالہ کے افسر مال تھے
تحریر فرمایا تھا:-

سب سے پہلی اور ضروری بات جسے ذہن نشین کر لینا چاہئے یہ ہے کہ اپنے قدرتی جائے وقوع کے باعث ضلع انبالہ کا شمالی ہند کی ہر مہم سے متاثر ہونا مقدر کیا تھا۔ یہ ضلع ایک طرف تو پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے اور دوسری طرف بڑے بڑے جنگل کے قطعات ہیں جو صحرائے راجپوتانہ کی حد تک پہنچے ہیں پس وہ ایسا مقام ہے کہ حملہ آوروں کا ہر گروہ جس کا مقصود دہلی فتح کرنا ہوتا ہندوستان کے میدان جنگ یعنی پانی پت کی طرف بڑھتے بڑھتے انبالہ کے پاس یا درمیان سے گذرتا تھا چنانچہ ان حملوں کا اثر ابھی تک اس ضلع کے دہقانی باشندوں کے خصائل میں باقی ہے مسلسل حملوں کے عین راہ میں واقع ہونیکی وجہ سے یہ لوگ ایسے پست حوصلہ ہو گئے ہیں کہ معمولی مشکل کا مقابلہ کرنے کی قوت بھی ان سے مفقود ہو گئی ہے اور وہ اثر جو ان لا علاج حملوں کے آگے عاجزی کرنے سے ان کی جبلت میں موروثی طور پر پیدا ہو گیا ہے سلطنت برطانیہ

کے تعلق اس پہلے سے متغائر عہد میں بھی پایا جاتا ہے۔ اور ان مذکورۂ بالا امور کو ذہن نشین کر لینا یہ سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ انبالہ ۱۷۶۳ء میں اس قدر سہولت سے سکھوں کے ہاتھ بغیر کسی ہنگامہ کے کیونکر آگیا؟

اس ضلع کو پہلے پہل سری گورو تیغ بہادر جی کے زمانہ میں سکھوں سے براہ راست واسطہ پڑا جو ہانسی سے ستلج تک علاقہ میں منڈلاتے پھرتے تھے اور ۱۶۶۴ء سے ۱۶۷۳ء تک لوٹ مار پر گزارہ کرتے رہے۔ سری گورو تیغ بہادر جی کے جانشین سری گورو گوبند سنگھ جی کے زمانہ میں انندپور ضلع ہوشیار پور میں ستلج کے چند میل شمال کی طرف اور تحصیل روپڑ میں اور پہاڑی علاقہ ناہن میں قلعوں کا ایک سلسلہ اس طرح پر تعمیر کیا گیا کہ انبالہ کا تمام مشرقی حصہ ان کی زد میں آگیا۔ اٹھارہویں صدی کے پہلے نصف حصہ میں سکھوں کا کوئی منظم گروہ نہ تھا گو یہ لوگ اس عرصہ میں بھی دہلی کے شاہان مغلیہ کے ساتھ اکثر معرکہ آرائیوں میں مشغول تھے اور سرعت کے ساتھ ان کی بڑی بڑی جماعتیں یا مسلیں بنتی جاتی تھیں۔ بالآخر ۱۷۶۳ء میں ان کا طوفان اٹھا۔ لاہور امرتسر اور فیروزپور کے علاقہ ماجھہ کے سرداروں نے اپنی فوجوں کو سرہند پر اکٹھا کیا افغان ناظم زین خاں کی فوج کو تتر بتر کر کے ناظم مذکور کو مار ڈالا اور ستلج پار ہو کر جمنا کے تمام علاقہ پر بغیر کسی مزید مزاحمت کے تصرف کر لیا" اس وقت کی روایت لوگوں کو اب بھی وہ سماں آنکھوں کے آگے پھر جاتا ہے کہ اس فتحیابی کے بعد سکھ لوگ کس طرح علاقہ میں آناً فاناً پھیل گئے اور کس طرح ہر ایک سوار رات دن گھوڑا دوڑاتا گاؤں گاؤں پھر گیا اور یہ نشان

دینے کے لئے کہ یہ اس کی ملکیت ہو گئے ہیں کسی میں اپنی پیٹی اور تلوار کا میان کسی میں اپنے بدن کے کپڑے اور آلات جنگ پھینکتا گیا یہاں تک کہ برہنہ ہو گیا اور اس کے پاس اگلے گاؤں میں نشان دہی کے لئے کچھ باقی نہ رہا[1] + مختلف مسلوں میں دوابہ کی تقسیم جس طرح ہوئی اُس کا تفصیلی بیان کرنا غیر ضروری ہے۔ اتنا لکھ دینا کافی ہے کہ باستثنائے چند آج کل کے تقریباً تمام ممتاز خاندان ۱۷۶۳ء کے فاتحان کی اولاد ہیں جن کے سوائے لوٹ مار کے اور کوئی کارنامے نہیں اور نہ ہی وہ کسی ایسے قدیم خاندان کے نہال ہیں کہ عزت و تکریم کے مستحق سمجھے جائیں۔ اب تک بھی وہ انبالہ میں اپنے آپکو اجنبی اور دوسری جگہ سے آئے ہوئے سمجھتے ہیں اور ان سے کوئی ہمدردی نہیں رکھتے جن سے معاملہ وصول کرنے کا حق انکو نسلاً بعد نسلٍ دیا گیا ہے +

اگلے چالیس سال کی تاریخ ان خود مختار سکھ سرداروں کی باہم لگاتار چھوٹی چھوٹی لڑائیوں پر مشتمل ہے البتہ جب شمال کی جانب سے پٹیالہ اور مانی ماجرا کی اور جنوب کی طرف سے لاڈوا کیتھل اور تھانیسر کی زبردست ریاستیں ان کے ملک پر دست اندازیاں کرتی تھیں تو یہ سب سردار ان کو اپنا مشترک دشمن سمجھکر ان کا مقابلہ کرتے تھے۔ ہر ایک علیحدہ خاندان نے اور ہر ایک باجگزار گروہ نے جو اپنی حفاظت کے لئے کافی طاقت رکھتا تھا بطور صدر مقام کے ایک ایک مضبوط قلعہ ایسا بنا رکھا تھا کہ تمام گردو نواح ہیں

[1] کننگھم صاحب کی تواریخ خالصہ ملاحظہ ہو +

لوٹ مار کر سکے۔ ان قلعوں میں سے کئی قلعے ابھی تک موجود ہیں اور ضلع کے نمایاں نشان ہیں جن کو دیکھکر اُس وقت کی عجیب ابتری اور طائف الملوکی [illegible] ہے جبکہ ہر ایک شخص خود اپنے بھائی پر ہاتھ صاف کرتا تھا۔ سرکار انگریزی کو جس کی پولیٹکل کارگزاری دریائے جمنا تک ہی محدود تھی اس علاقہ کی طرف کوئی توجہ نہ تھی اور یقین کیا جاتا ہے کہ ان برائے نام حاکموں کے دستور حکومت حقوق اور پولیٹکل قوت کے متعلق سرکار موصوف بالکل بے خبر تھی۔ ۱۸۰۶ء سے ۱۸۰۸ء تک ان حالات میں [illegible] تغیر واقع ہوا۔ ایک طرف تو خود این روے ستلج کے سکھ رنجیت سنگھ کے ستلج پار قوت پکڑ جانے کو ناگہانی خطرہ سمجھکر خوف زدہ ہو گئے تھے۔ کیونکہ ۱۸۰۶ء* سے ۱۸۱۱ء* تک تین سال میں رنجیت سنگھ نے بذات خود لدھیانہ نرائن گڑھ اور انبالہ پر چڑھائی کی تھی اور کھلم کھلا اعلان کردیا تھا کہ میرا ارادہ جمنا تک تمام ملک کو اپنے قبضۂ تصرف میں لے آنے کا ہے اور اب یہ نظر آنے لگا تھا کہ صرف ایک سلطنت (سلطنت انگلشیہ) ہی رنجیت سنگھ کی تیز کامیابی کا سدِّباب کر سکتی ہے۔ دوسری طرف خود سرکار انگریزی کو شمال کی طرف سے فرانسیسیوں ترکوں اور ایرانیوں کے متفقہ حملے کا ڈر پیدا ہو گیا تھا اور اس لئے جلدی میں اس نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ جمنا کی حد چھوڑ دی جائے اور مذکورہ خدشے کے لئے دوستی کے نئے اصول پر بھروسہ کر کے وہاں کی طاقتور ریاست لاہور سے رابطۂ اتحاد قائم کر لیا جائے۔ مگر ساتھ ہی سرکار کو یہ خیال تھا کہ خود رنجیت سنگھ بھی موجب خطرہ ہے

* غالباً غلطی ہے (مترجم) +

اور خطرہ بھی کچھ ایسا ویسا نہیں۔ سرکار اسی تذبذب میں تھی کہ جیند پٹیالہ اور کیتھل کی طرف سے ایک وفد این روے ستلج کی ریاستوں کے واسطے مدد طلب کرنے کے لئے ۱۸۰۸ء میں دہلی پہنچ گیا جس سے سرکار انگریزی کو فوری مداخلت کرنے کا موقع مل گیا۔ اس سے پانچ سال پیشتر جیند کیتھل اور تھانیسر نے سرکار انگلشیہ کو مرہٹوں کی لڑائی میں مدد دی تھی۔ بظاہر یہ قیاس کر لیا گیا تھا کہ ستلج تک تمام ملک چند اسی قسم کی بڑی بڑی ریاستوں میں منقسم ہے جن کے ذریعے سے علاقہ کی حکومت اچھی طرح سے ہو سکتی ہے اور اس لئے انگریز حکام کی کوششوں کا مدعا یہ تھا کہ ایک طرف تو رنجیت سنگھ سے قرار واقعی اتحاد قائم کر لیا جاے اور دوسری طرف جمنا سے ستلج تک ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں کو اپنی حفاظت میں لے لیا جاے ✦

بالآخر سرکار انگریزی کی سب تجاویز میں کامیابی ہوئی اور ۲۵ اپریل ۱۸۰۹ء کو رنجیت سنگھ کے ساتھ ایک خاص عہدنامہ ہوا جس کے روسے رنجیت سنگھ نے ستلج کے جنوب کی طرف اپنے کل نئے علاقے سرکار انگریزی کے حوالے کر دئیے اور یہ عہد کر لیا کہ وہ دریاے ستلج کے بائیں جانب کے علاقے پر کبھی دست اندازی نہ کریگا۔ اس عہدنامہ کے بعد مئی ۱۸۰۹ء میں کرنیل اخترلونی نے سرکار انگریزی کی طرف سے اپنا مشہور اعلان این روے ستلج کے سرداروں کے نام نافذ کیا۔ یہ اعلان جو ان عجیب مزیدار الفاظ سے شروع ہوتا ہے کہ "یہ اظہر من الشمس و ابیض من الامس ہے کہ سرکار انگریزی کی طرف سے جو کارروائی ہوئی وہ محض رئیسوں کی ترغیب

پر ہوئی" کننگھم صاحب بہادر کی تواریخ میں پورا درج ہے۔ وہ شخص جس کو اس بات کے معلوم کرنے کا شوق ہو کہ انبالہ کے بڑے بڑے خاندانوں کے حقوق جو انہیں آجتک حاصل ہیں کس فرمان کے روسے ہیں تو اسے اس اعلان کا حوالہ دیا جا سکتا ہے۔ اس اعلان کی صرف سات چھوٹی چھوٹی دفعات ہیں جن میں سے ایک لغایت پانچ ضروری ہیں۔ دفعات ایک لغایت تین رنجیت سنگھ کی طاقت کو محدود کرتی ہیں اور این روے ستلج کے رئیسوں کو سرکار انگریزی کو خراج دینے کے بغیر اپنے اپنے مقبوضات کا واحد مالک قرار دیتی ہیں۔ اور چار و پانچ میں یہ شرط ہے کہ اس مالکی کے عوض رئیس فوج انگریزی کے لئے جب کبھی موقع پڑے رسد بہم پہنچاے اور دشمنوں کے مقابلہ پر چاہے وہ کہیں سے سرکار پر چڑھائی کرے وقت ضرورت ہتھیاروں سے بھی مدد دے۔ مگر یہ سارے کا سارا اعلان اس قدر مختصر مزیدار اور ساتھ کے ساتھ تمام آیندہ مشکلات کی جڑ ہے کہ جو شخص اس کے واقعات کو مدنظر رکھکر اس کا مطالعہ کرے اس کو اپنی محنت کا حق مل جاتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ اس وقت کے سرکاری کارکن کیسی اندھا دھند کارروائی کیا کرتے تھے ✦

یہ بیشک ناممکن ہے کہ ان معاملات کے حالات کو کوئی شخص پڑھے اور یہ معلوم نہ کر لے کہ درحقیقت گورنمنٹ نے ایک نہایت اہم کارروائی تقریباً بلا سوچے سمجھے کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بجاے علاقہ انبالہ کے چند بڑی بڑی ریاستوں کے ماتحت ہو جانے کے اعلان کنندگان کو فوراً معلوم ہو گیا کہ انہوں نے علاقہ مذکور جنگ آزما

گروہوں کو دیدیا ہے جن میں سوائے باہمی مجادلے کے اجتماع کا مادّہ بالکل نہیں اور جن کی حکومت کی غرض صرف یہ ہے کہ ملک کی آبادی کو غایت درجہ کے ظلم سے پیس ڈالا جائے - پہلی بات (کہ علاقہ کو ان جنگ آزماؤں کے ہاتھ میں دینا غلطی تھی) آسانی سے ۱۸۱۱ء کے اس ضمیمۂ اعلان سے طے پاگئی جس میں سرداروں کی سخت الفاظ میں یاد دہانی کی گئی تھی کہ ہر ایک شخص کو اُس علاقہ پر قناعت کرنی ہوگی جو ۱۸۰۹ء میں اس کے قبضہ میں تھا اور یہ کہ سرکار انگریزی سرداروں کے باہمی جنگ وجدل کو ہرگز گوارا نہیں کریگی - مگر ضلع کی بہبودی قائم کرنے کا بہترین موقع گزر چکا تھا اور ۱۸۰۹ء میں جو اقرار اور معاہدات جلدی سے کرلئے گئے تھے وہ فوراً ہی دوامی تکلیف اور ابتری کا باعث ثابت ہوگئے جن کا تھوڑا بہت اثر آج تک باقی چلا جاتا ہے - یہ معلوم ہوگیا کہ درحقیقت ضلع انبالہ میں اس روے ستلج کی برائے نام حکمران ریاستیں قریباً بیس چھوٹے چھوٹے حکمرانوں کے ماتحت ہوگئی ہیں جن میں سے ہر ایک کے پاس بیس مواضعات سے لیکر سو یا زیادہ تک مواضعات کی جاگیریں تھیں اور ان کے علاوہ بہت سی چھوٹی چھوٹی برادریوں کو جن میں اصلی فاتحان کے سیکڑوں ہمراہی شامل تھے اور جو صرف گزارے کے لئے علیحدہ مواضعات دیگر ملک میں آباد کرلی گئی تھیں انہیں بھی ۱۸۰۹ء کے اعلان کی لغو شرائط کے رو سے خود مختار حاکموں کی طرح اختیارات مل گئے تھے - گو مطبوعہ کتابوں میں کہیں بھی صاف طور سے یہ امر تسلیم نہیں کیا گیا کہ گورنمنٹ کو اپنی غلطی کا افسوس ہے لیکن مذکورہ واقعات کی

اس امر میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا اور کیا تعجب ہے کہ سر ڈیوڈ اختر لونی اور ۱۸۱۱ء میں گورنر جنرل کے روبرو تخلیہ میں اعتراف کرلیا ہو کہ ۱۸۰۹ء کا اعلان غلط فہمی پر مبنی ہے ٭

۱۸۰۹ء سے ۱۸۴۷ء تک انبالہ کی پولیٹیکل ایجنسی کی معرفت ان بے تعداد نیم خود مختار ریاستوں میں عمدہ انتظام کرنے کی لگاتار کوششیں کی گئیں - اس زمانے کے کاغذات اس بات کے شاہد (ہیں) کہ جس کام کا بیڑا اُٹھایا گیا اس کا ہوجانا ناممکن تھا - یہ کاغذات ان مکمل شہنشاہتوں کے حالات سے مملو ہیں کہ جو سرکار انگریزی کو ان بدمعاشیوں تعشیوں اور ہنگاموں کی بابت کرنی پڑی تھیں جو ان ریاستوں والے سرکار انگریزی کے دباؤ سے بچنے کی خاطر برپا کئے تھے اور اور اصلاحات پر ان کے ظلم و تشدد کے جرائم کی وجہ سے وقوع میں آتے تھے - ہر سال گورنمنٹ کو اپنے بچاؤ کرنے میں حکومت کی باگ ان کو کھینچنی پڑی اور ۱۸۰۹ء کے مالکان کی اولاد صلبی یا ورثا نہ چھوڑ مرنے کی صورت میں ان کی جاگیریں مال لاوارث کے طور پر ضبط کرکے اس سے ملک پر قبضہ و تصرف کو مضبوط کرنے کے لئے کوئی موقع ہاتھ سے نہ دیا - چنانچہ اسی طرح آہستہ آہستہ انبالہ کا سرکاری ضلع بن گیا - ہر ایک علاقہ کے ضبط ہونے پر تمام مواضعات کا باقاعدہ بندوبست ہوا اور انگریزی حکومت کا دور دورہ ہوتا گیا ٭

۱۸۴۳ء تک تو گورنمنٹ نے ۱۸۰۹ء کے بد اختر معاہدات کو ہر طرح سے پورا کیا اور اس وقت تک اس بات کے آزمانے کا

٭ کننگھم صاحب کی تواریخ کا صفحہ ۵۲ اور نوٹ ملاحظہ ہو ٭

کوئی موقع نہ آیا کہ یہ ریاستیں سرکار کی کہاں تک شکر گزار ہیں اور اگر ان سے مدد مانگی جائے تو اپنے وعدے کے مطابق فوج اور رسد سے سرکار کی کس حد تک مدد کرینگی۔ ۴۶-۱۸۴۵ء میں ایک طرف تو پنجاب کے سکھوں میں بے چینی کے آثار دکھائی دینے سے اور دوسری طرف افغانستان کے ساتھ تباہ کن جنگ ہونے سے شرائط پھر بدل گئیں۔ بقول سر لیپل گرفن "زمانے کے تغیرات پر نظر کرنے کے لئے ایں روے ستلج کے رؤسا کے پاس بہتیرا وقت تھا × × × × × × × یہ دیکھ کر کہ ان کے رسد و زر کے ذخائر انگریزی فوج کے لئے درکار ہیں وہ خیال کرنے لگے کہ انگریزی طاقت کا دارومدار ہم پر ہی ہے اور یہ نہ سوچا کہ ان کی اپنی ہستی بھی سرکار انگریزی کے وجود کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی۔ سلطنت لاہور کا خوف بھی اب بالکل اٹھ چکا تھا اور اس وقت رنجیت سنگھ جیسا زبردست اور دانشمند فرمانروا بھی نہ رہا تھا۔ جس سے محفوظ رہنے کے لئے سرکار انگریزی کی حفاظت سکھ رئیسوں کو خوشگوار معلوم ہوتی تھی اور اس لئے اب یہ حفاظت ایک رکاوٹ خیال کی جانے لگی۔ اور ہر ایک رئیس یہ منصوبے باندھنے لگا کہ ایسے ہی حالات میں جو کامیابی رنجیت سنگھ نے حاصل کی تھی ہم بھی حاصل کر سکینگے"*۔ الغرض جب سکھوں کی پہلی لڑائی میں ان رؤسا سے مدد طلب کی گئی تو گو کہیں انہیں کھلم کھلا مخالفت کرنے کی جرات نہیں ہوئی تاہم سب کے سب زیادہ تر مخالفت ہی پر تُلے رہے"۔ انگریزی حفاظت کے باعث ان ریاستوں میں ان کو جو فوائد حاصل ہوئے

* کتاب راجگان پنجاب کے صفحات ۱۸۳ - ۱۸۴ - ۱۸۹ اور ۱۹۰ ملاحظہ ہوں +

[illegible] کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا اور ساتھ ہی ان کی طرف سے [illegible] گزاری بھی اس حد تک ہوئی کہ یہ حیرانی کی بات نہیں کہ پہلا ہی [illegible] پر یہ لوگ اس سلطنت کے برخلاف ہو گئے جوان سے [illegible] تھی اور علانیہ یا درپردہ اس کے دشمنوں کی صفوں میں [illegible] جن رئیسوں نے گورنمنٹ کی سخت مخالفت کی انہیں [illegible] سزائیں دی گئیں ان کے مقبوضات ضبط کر لئے گئے [illegible] حالتوں میں انہیں قیدیوں کی حیثیت میں صوبہ سے خارج [illegible] گیا۔ اس طریق سے پپلی کے ۱۱۷ مواضعات راجہ لاڈوا سے [illegible] کے انگریزی علاقہ میں شامل کر لئے گئے۔ روپڑ اور کھرڑ کے [illegible] مواضعات سردار روپڑ کی ملکیت کے اور ۲۷ دیہات انندپور [illegible] کے ضبط کئے گئے اور ۸۹ دیہات تحصیل نرائن گڑھ [illegible] کپورتھلہ سے چھینے گئے۔ چھوٹے چھوٹے سرداروں کے [illegible] سزائیں کافی سمجھی گئیں گو ان میں اکثر نے "سوائے اسکے [illegible] میں دشمن سے نہیں ملے وفاداری کا کوئی نمایاں ثبوت [illegible] یہ سردار سمجھتے ہی نہ تھے کہ شکر گزاری کس جانور کا نام ہے [illegible] کے اختتام پر ان کے ساتھ کوئی خاص سلوک کرنا ضروری [illegible] اس وقت سرکار نے بہت سی نہایت ضروری اصلاحات [illegible] پہلی اصلاح یہ تھی کہ ان ریاستوں میں سے اکثر ریاستوں [illegible] پولیس بالکل اڑا دئے گئے کیونکہ رائج الوقت انتظام نے [illegible] کو اتنا سہل کر دیا تھا کہ اس کے مطابق پچاس مختلف حاکموں [illegible] کا گرفتار کرنا قریباً ناممکن تھا۔ دوسری اصلاح یہ تھی کہ

چونگی اور محصول راہداری موقوف کئے گئے کیونکہ یہ محصول بھی تجارت کے لئے ایسے مُضر تھے جیسے انصاف کے لئے پولیس کا انتظام اور سب سے آخری اصلاح یہ تھی کہ سرداروں سے ان کی ذاتی فوج کی خدمات کے عوض نقد خراج لیا جانا منظور ہوا"۔

یہ تمام تبدیلیاں اُس وقت تک نہ کی گئیں جب تک کہ گورنمنٹ نے یہ نہ دیکھ لیا کہ رؤسا سرکار سے اتنے بدظن ہیں کہ اُن احکام کو بھی جن کا ماننا بروے معاہدہ ان کا فرض تھا نہیں مانتے۔ مگر یہ بات فوراً ہی ثابت ہوگئی کہ بغیر اور ضروری اصلاحات کے پہلی اصلاحات پر عمل درآمد ناممکن ہے۔ اس وقت تو رؤسا اپنے اپنے حصّے کے مواضعات سے معاملہ جنسی وصول کرتے تھے اور ایسے انتظام سے وہ دل کھول کر بغیر روک ٹوک کے بہت سا زیادہ لگان وصول کر لیا کرتے تھے اگر انہیں کوئی خوف تھا تو صرف یہ کہ کہیں کسان لوگ اُن کے دیہاتوں کو چھوڑ کر چلے نہ جاویں۔ ۱۸۴۷ء میں ضلع انبالہ کے انگریزی علاقہ کا باقاعدہ بندوبست شروع ہوا اور اسکے ساتھ ہی کل حکام ضلع نے اس بات پر زور دیا کہ جتنے دیہات ابھی تک باقیماندہ ریاستوں کے ماتحت ہیں ان سب میں اس موقع پر ایک مقررہ معاملہ وصول کرنے کا قاعدہ جاری کر کے ہمیشہ کے لئے کسانوں کی شکایات رفع کر دی جائیں۔ اس تجویز کی خود سرداروں نے بڑے زور و شور سے مخالفت کی اور چند سال تک اس معاملے کو قطعی طور پر طے ہو جانے میں بھی تعویق ڈلواتے رہے لیکن آخر کار ان کو یہ بات سمجھا دی گئی کہ جب تم سے پولیس کے اختیارات سلب کر لئے گئے جبکے

[illegible] معاملہ وصول نہ کر سکو گے تو اس صورت میں معاملہ مقرر کر دینا [illegible] تمہاری رعایا کے لئے بلکہ خود تمہارے لئے بھی فائدہ مند ہوگا۔ [illegible] تو یہ وجہ تھی اور اب اس سے بھی بڑا سبب یہ پیدا ہوگیا کہ [illegible] انگریزی میں رائج الوقت زر معاملہ دو دفعہ وصول کیا جاتا [illegible] رئیسوں کے مواضعات سے معاملہ جنسی وصول ہوتا [illegible] اس لئے سرکار کی رعایا کو بھی معاملہ دینا دوبھر معلوم ہونے لگا [illegible] آخر کار ۱۸۵۲ء میں مان لیا کہ سارے ضلع میں مالیہ [illegible] نافذ کر کے ہمیشہ کے لئے رئیسوں کے اختیارات سلب [illegible] اور ان کو گھٹا کر جاگیرداروں کی حیثیت کا کر دیا جاوے۔ [illegible] انگریزی کے اس فیصلہ سے ایں روئے ستلج کے چھوٹے [illegible] رئیسوں کے اختیارات کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوگیا جنہوں [illegible] مدت تک اپنی خود مختاری کو جس طرح چاہا استعمال کیا تھا [illegible] اس خود مختاری کا سوائے اس کے اور کوئی شریفانہ مقصد [illegible] وہ بلا رکاوٹ اپنا حق سمجھ کر بُرائی کریں اور اُن لوگوں پر [illegible] جو بدقسمتی سے ان کی رعایا بن گئے تھے"*۔

[illegible] پہنچ کر انبالہ کے سرکردہ خاندانوں کی تاریخ عملی طور سے [illegible] اور جاگیردار بننے کے بعد ان کی جو حیثیت رہ گئی اسکی [illegible] احتیاط سے تعریف کر کے تشریح لکھدی گئی ہے۔ بڑے [illegible] سرداروں اور چھوٹی چھوٹی برادریوں دونوں کے شجرے [illegible] کر دئے گئے ہیں جن کی اولاد میں اس وقت بھی ہزارہا آدمی تھے

* [illegible] راجگان پنجاب کا صفحہ ۱۹۹ ملاحظہ ہو۔

اور جن میں سے ہر ایک اپنا شجرۂ نسب یا تو ۱۸۰۹ء کے مورث اعلیٰ سے ملاتا تھا یا بعد کے کسی ایسے سال کے مورث اعلیٰ سے جس میں مختلف جاگیروں کا ان کی مختلف حالتوں کے بموجب جانشین کے متعلق درجہ مقرر ہوا تھا۔ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ ۱۸۰۹ء کے رؤسا ہی سرکردہ رئیس تھے اور اس پر بھی جب کوئی خاندان کالعدم ہو جائے تو اس کی جاگیریں بغیر خاص تحقیقات اور احکام گورنمنٹ کے ضبط نہیں کی جاتیں۔ گزشتہ تیس سال میں دو بڑی بڑی جاگیریں لاوارث رہی ہیں۔ اولاً تحصیل کھرڑ کا خاندان سیالیا ۱۸۶۶ء میں کالعدم ہوا اور ۵۹ مواضعات جن کا معاملہ ۲۶۰۰۰ روپیہ تھا سرکار کے ہاتھ آئے اور دوم ۱۸۷۵ء میں اسی تحصیل کی جاگیر منی ماجرہ کا بھی جو علاقہ میں سب سے بڑی تھی اور جس کے ۶۹ دیہات ۳۹۱۰۰ روپیہ مالیہ کے تھے یہی حشر ہوا۔ مختلف خاندانوں کے شجرے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ بہت سے سرکردہ خاندانوں کے ایک یا دو ورثا سے زیادہ باقی نہیں رہے ہیں۔ غالباً آیندہ عنقریب اور جاگیریں بھی ضبط ہو جائینگی اور پچھلے سرداروں کی اولاد سے چاہے ہر طرح کی ہمدردی بھی کیوں نہ کی جائے تو بھی ان جاگیروں کو ضبط ہوتا دیکھکر کچھ افسوس نہیں ہوتا۔ میر کوٹا ہا - بیدوان سرداران سوہانا و منی ماجرہ راجپوتانِ رام گڑھ و رائے پور اور کوٹلہ نہنگ تحصیل روپڑ کے چھوٹے پٹھان خاندانوں کے ماسوائے باقی کل موجودہ بڑے بڑے جاگیرداروں اور ادنےٰ حصہ داروں کی بہت سی تعداد جنہیں جاگیرداران پتی داری کہتے ہیں اب بھی علاقہ میں ویسے ہی پردیسی ہیں جیسے

کہ وہ اپنے آبا و اجداد یعنی حملہ آوران ۱۷۶۳ء کے زمانے میں تھے۔ اُنہوں نے ضلع کے لوگوں سے کوئی بھی یکسانیت اختیار نہیں کی وہ ابھی تک مانجھہ کو اپنا اصلی وطن سمجھتے ہیں اور جب کبھی ان کو انبالہ کے لوگوں کی طرف توجہ بھی ہوئی ہے تو محض وہ دن یاد دلانے کے لئے جبکہ ان لوگوں پر ظلم کرنے کا ان کو کُلّی اختیار تھا یا دھمکیاں دینے کے لئے کہ اگر اب وہ وقت واپس آجائے تو بتائیں کہ کیا کرتے ہیں؟ ان کی پہلی خود مختاری کے نشان کے طور پر انہیں آج کے دن تک یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی جاگیرات کے مواضعات کا مالیہ براہ راست وصول کرتے ہیں مگر اس کو بھی اُنہوں نے اکثر ایسی بُری طرح استعمال کیا ہے کہ بالوثوق نہیں کہا جا سکتا کہ آیندہ عرصے تک بھی یہ حق انکے پاس رہ سکیگا یا نہیں؟

اس مختصر ذکر سے جو عام نقشہ پیش نظر ہوتا ہے وہ کچھ دلکش نہیں مگر ان سرکردہ خاندانوں کی بڑی بڑی جاگیروں کا ذکر کر کے اور ان کی مفروضہ اعلےٰ حیثیت کا حال بیان کر کے جو وہ عوام الناس کی نظروں میں رکھتے ہیں ان کو جھوٹی عظمت دینے کی نسبت اصلیت کا بیان کر دینا ہی بہتر تھا۔ پنجاب کے سارے جاگیرداروں کی قریباً ایسی ہی حالت ہے جو اوپر بیان ہوئی اور علاوہ ان ۳۳ بڑے بڑے خاندانوں کے جن کی صرف جاگیروں کی آمدنی قریباً ۲۶۰۰۰ روپیہ ہے کمتر حیثیت کے پانچ ہزار سے زیادہ پتی داری جاگیردار ہیں جو سالانہ تین لاکھ سے زیادہ روپیہ لے لیتے ہیں۔ ان کی نسبت یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ اگر ان کی آمدنی معقول ہے تو بھی سوائے کھانے اور زندہ

رہنے کے ان کا کوئی مقصد نہیں اگر جاگیر کے زیادہ حصہ دار ہو جانے کی وجہ سے ان کی یہ وجہ معاش قلیل رہ گئی ہے تو بھی اُسی پر فاقہ مست رہتے ہیں۔ قواعد کے مطابق ان کی ملکیت کسی اراضی پر نہیں اور یہ خود زراعت کرنے کو حقیر سمجھتے ہیں۔ ان میں سب سے اچھے وہ جاگیردار ہیں جنہوں نے اپنے وطن میں جاکر باقاعدہ طور پر ملازمت اختیار کر لی ہے۔ باقیوں میں بہت سے ایسے ہیں جو یا تو ملازمت کے قابل ہی نہیں یا خود ملازمت کے خواہشمند نہیں اور ان کا بڑا کام یہی رہ گیا ہے کہ گھر بیٹھے زمینداروں میں خواہ مخواہ کے جھگڑے پیدا کراتے رہیں۔ بڑے بڑے گھرانوں کے چند سرکردگان کو آنریری مجسٹریٹ بھی بنا دیا گیا تھا مگر باستثنائے چند ان سب نے آنریری مجسٹریٹی کے اختیارات کی زیادہ تر اس لئے قدر کی کہ اسکے ذریعے سے ذاتی دشمنیوں سے بدلے لینے کے موقعے ملتے ہیں۔ ان بڑے سرداروں میں سے صرف ایک شخص نے اور یقینی طور پر ایک ہی شخص واحد نے اپنے لڑکے کو فوج میں بھرتی کرانے کا حوصلہ کیا (یہ شخص سردار پرتاب سنگھ مین پوریہ ہے جس کا لڑکا شمشیر سنگھ بمبئی احاطہ کے پانچویں رسالہ میں جمعدار ہے) باوجود اس کے کہ گورنمنٹ نے ان کی وہ حیثیت مستحکم کرنے کے لئے جو یہ لوگوں کا سردار بن کر رکھنا چاہتے تھے جہاں تک ممکن ہوا کوشش کی مگر جو لاحاصل اور لایعنی زندگی یہ لوگ بحیثیت ایک قوم کے بسر کر رہے ہیں اسکی نظیر شاید ہی کہیں ہو۔ اُن گزشتہ روایات کے رو سے جو ان کی فوجی زندگی کے متعلق چلی آتی ہیں اور نیز اس وجہ سے کہ

اس زمانہ میں ان کو مالگزاری کی معقول آمدنی ہے ان لوگوں کے لئے سب پیشوں سے بہتر فوجی ملازمت کا پیشہ تھا جس کے لئے انہیں قابلیت حاصل کرنی ضروری تھی مگر اس پر بھی سارے سرکردہ خاندانوں میں جن کے لئے فوج میں بھرتی ہونے کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے فوجی ملازمت کی صرف ایک ہی مثال پیش نظر ہے۔ ان کے حالات کا جس قدر کم ذکر کیا جائے بہتر ہے۔ ان خاندانوں میں اعلیٰ بارسوخ آدمی خال خال ہیں۔ بہت سے خاندانوں کی طرف خاص اس لئے توجہ ہوتی ہے کہ ان کے اکثر اراکین شراب خوری اور عیاشی میں پڑ کر نوجوانی میں مر گئے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ کئی خاندانوں میں ان کے اراکین کی عیاشانہ زندگی بسر کرنے کی وجہ سے حقیقی ورثا پیدا ہی نہیں ہوئے اور اس طرح خاندان کے کالعدم ہو جانے پر اس کے خانگی معاملات میں ہر ایک طرح کی تحقیقات کر کے بڑی مشکل کے ساتھ جاگیر کو ضبطی سے بچایا گیا۔ یہ تحقیقات ایسی مشکل ہوتی تھی کہ گو واقعی امر کتنا ہی مشہور ہوتا تاہم اسکی حقیقت کو دریافت کرنا قریباً ناممکن ہو جاتا تھا۔ مگر باوجود ان تمام امور کے یہ مناسب نہیں کہ این روے ستلج کے سکھوں کی اس بداخلاقی کو بالکل ان کے ذاتی عیوب کا نتیجہ سمجھ لیا جائے۔ ان لوگوں کو اپنی کوشش اور محنت کے بغیر عروج حاصل ہو گیا تھا اور ان کو ہر ایک طرح فارغ البالی تھی اور اس بات کی کچھ ضرورت نہ تھی کہ وہ ملک کے حکمران بن کر رہنے کی کوشش کریں اور اس طرح قدرتی طور پر کاہلی اور عیش پرستی کا شکار بن گئے تھے۔ ان سکھ سرداروں کی

تواریخ سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ ان کی طرح مصنوعی امارت سے کچھ اچھا نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ نیز ضلع انبالہ کے حالات دیکھکر آسانی سے سمجھ میں آجاتا ہے کہ الحاق کے اوائل زمانہ میں جبکہ اصلی پنجاب کے امرا کی نسبت اس قسم کا سوال بورڈ آف ایڈمنسٹریشن کے سامنے پیش ہوا تو اس پر کیوں ایسا سخت مباحثہ ہوا تھا؟ شاید یہ ایزاد کردینا بھی نامناسب نہ ہوگا کہ بحمداللہ ضلع انبالہ کے تجربہ سے سبق حاصل کرکے جان لارنس صاحب بہادر کی کڑی پالیسی نے اس مسئلہ کا ایسے طریق سے آخری فیصلہ کردیا کہ پنجاب کے دیگر اضلاع ان مشکلات سے بچ گئے جو انبالہ میں پیش آئی تھیں +

اب صرف یہ لکھنا باقی ہے کہ جنگی خدمات کے عوض ادائگی خراج کے مسئلہ کا فیصلہ ۱۸۴۶ء کے احکام کے مطابق ہوا۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ جاگیر کی مالگزاری میں سے سرکار کو ۲ رفی روپیہ ادا کیا جاتا ہے اور اسی قاعدہ سے تمام بڑے بڑے خاندان بہت سے جاگیرداران پتی دار اور وہ تمام خاندان جن کو کہ ۱۸۰۹ء میں اعلیٰ رتبہ کا تسلیم کیا گیا تھا خراج ادا کیا کرتے تھے۔ تھوڑے سے پتی داروں کے لئے جو زیادہ تر تحصیلات روپڑ اور نرائن گڑھ کے ہیں اور جو خاص وجوہات سے کمتر حیثیت کے قرار دئے گئے تھے قاعدہ یہ ہے کہ انکی پہلی پشت ۴ رفی روپیہ بطور خراج ادا کرتی ہے اور اس کے بعد کی پشتیں ۸ رفی روپیہ۔ ایام غدر میں بڑے بڑے سرداروں میں سے بہتوں نے تحصیل کی عمارتوں اور راستے پر کی ضروری چوکیوں کی حفاظت کے لئے چھوٹی چھوٹی گاردیں دیکر سرکار کی اچھی خدمات کی تھیں

[illegible] ان کی خدمات کا یہ اعتراف کیا کہ ان کا خراج مستقل [illegible] کرکے ۱ رفی روپیہ کردیا۔ اس معمولی خراج کی ادائگی کی [illegible] ضلع کی تقریباً سب جاگیریں بطور علی الدوام دے دی گئی [illegible] ضروری ہے کہ ورثا اُس بزرگ کی نسل سے ہوں [illegible] میں خاندان کا مورث اعلیٰ قرار دیا گیا تھا +

سردار لچھمن سنگھ رئیس بوڑیہ

نانو سنگھ
(وفات ۱۷۶۴ء)

سردار بھاگ سنگھ
(وفات ۱۸۲۹ء)

سردار شیر سنگھ
(وفات ۱۸۰۴ء)

۱ جیمل سنگھ
(وفات ۱۸۱۶ء)

۲ سردار گلاب سنگھ
(وفات ۱۸۴۳ء)

سردار جیون سنگھ سی آئی ای
(وفات ۱۸۹۳ء)

گجندر سنگھ
وفات ۱۸۹۰ء

سردار لچھمن سنگھ
(ولادت ۱۸۹۱ء)

ریاست بوڑیہ کے بانی نانو سنگھ سکنہ موضع جھوال مدان نزد امرتسر اور بھاگ سنگھ و رائے سنگھ دونوں بھائی ہوئے ہیں جو تینوں

[illegible] تھے اور جنہوں نے ۱۷۶۴ء میں بوڑیہ کا قلعہ نزوار سے پٹھانوں سے جن کو اس پر قابض ہوئے ایک ہی سال ہوا تھا چھین لیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اورنگ آباد کے افغانوں نے نانو سنگھ کو مہمان نوازی کے بہانے اپنے قلعہ کے اندر لے جا کر دغابازی سے قتل کر ڈالا۔ اس خون کا بدلہ نانو سنگھ کے متبنّٰی رائے سنگھ نے اس طرح لیا کہ بھاگ سنگھ کے ساتھ مل کر اس نے اورنگ آبادیوں کو شکست دی ان کے قلعہ کو مسمار کرا کے زمین کے برابر کرا دیا اور گرد و نواح کے [illegible] دو سو گاؤں پر قبضہ کر لیا۔ یہ گاؤں دونوں بھائیوں نے تقسیم کر لئے۔ رائے سنگھ نے تو ۸۴ گاؤں جگادھری اور دیال گڑھ کے علاقوں میں لئے اور بھاگ سنگھ خاندان بوڑیہ کی ساری جائداد کا جس میں ۱۲۰ گاؤں تھے واحد مالک بنا۔ ۱۸۲۹ء[1] میں بھاگ سنگھ کی وفات پر ریاست بوڑیہ اس کے لڑکے شیر سنگھ کے قبضہ میں آئی جو سہارنپور پر انگریزوں سے لڑتے ہوئے ۱۸۰۴ء[1] میں مقتول ہوا۔ اس کے بعد اس کی بیوگان اور لڑکوں میں ریاست کی بابت ایک بڑا لمبا جھگڑا ہوتا رہا جو ختم یوں ہوا کہ خاندانی جائداد برابر برابر حصوں میں جیمل سنگھ اور گلاب سنگھ پسران شیر سنگھ کے قبضے میں آئی اور بیوگان کو گزارے کے طور پر چند مواضعات ان کی حین حیات تک کے لئے دئے گئے۔ آخرکار گلاب سنگھ نے ۱۸۱۶ء میں اپنے بھائی جیمل سنگھ کے کوئی لڑکا نہ چھوڑ مرنے پر ساری جائداد حاصل کر لی۔ یہ خود ۱۸۴۳ء میں صرف ایک لڑکا جیون سنگھ جو ایک سال کا بھی نہ تھا چھوڑ کر فوت ہو گیا۔ جون ۱۸۴۹ء

(۱) یہاں سنوں میں غالباً کچھ غلطی ہوگئی ہے۔ (مترجم)

بعد ازیں روے ستلج کی دوسری چھوٹی ریاستوں کی طرح ریاست بوڑیہ کو بھی گھٹا کر معمولی جاگیر کی حیثیت میں کر دیا گیا اور اسی سال سکھوں کی دوسری لڑائی کے بعد فوراً ہی ان رئیسوں کے فوجداری دیوانی اور مالی اختیارات منسوخ کر دئے گئے اور انکی اراضیات پر وہی قانون نافذ کر دیا گیا جو پنجاب میں عام طور پر رائج تھا۔ ستلج کی دونوں لڑائیوں میں سردار جیون سنگھ کے رشتہ داروں نے سرکار انگریزی کے ساتھ نمایاں وفاداری ظاہر کی ۱۸۴۹ء کی لڑائی میں اُنھوں نے فوج مہیا کی اور ۵۰۰۰۰ روپیہ خزانہ فوج کو بطور قرضہ دیا۔ ایام غدر میں نوعمر سردار نے ۲۰ سوار اور ۸۶ پیادے جو اس نے آپ بھرتی کئے تھے اور آپ ہی ان کا خرچ برداشت کیا تھا اپنے ماتحت لیکر قصبہ جگادھری کو چند ہفتوں تک سنبھالے رکھا۔ اس نے اس موقع پر فوج کے روزانہ اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ایک معقول رقم دیگر حکام کی امداد بھی کی۔ ان خدمات کے صلہ میں اسکے ذمہ کا معاوضہ خدمات جو مبلغ ۴۱۳۸ روپیہ ہوتا تھا ایک سال کے لئے بالکل معاف اور آیندہ کے لئے مستقل طور پر گھٹا کر نصف کر دیا گیا +

سردار جیون سنگھ اپنے علاقہ کی حدود کے اندر آنریری مجسٹریٹ آنریری سول جج اور سب رجسٹرار تھا۔ وہ ضلع انبالہ کے شائستہ ترین سکھ جاگیرداروں میں سے تھا۔ اور پراونشل درباری ہونے کے علاوہ ۱۸۸۷ء میں اسے عام خدمات کے صلہ میں سی آئی ای کا خطاب بھی ملا تھا۔ اس کی جاگیرات اور معافیات کی آمدنی ۴۷۰۰ روپیہ سالانہ اور اپنی اراضیات کی لگان کی آمدنی ۸۳۰۰ روپیہ سالانہ

[illegible] +

سردار جیون سنگھ کی پٹیالہ کے خاندان شاہی سے رشتہ داری تھی کیونکہ اس کی بہن موجودہ سرکار پٹیالہ کے پردادا مہاراجہ نرندر سنگھ سے بیاہی ہوئی تھی +

سردار جیون سنگھ کا ۱۸۹۳ء میں انتقال ہوا اور اس کا [illegible] پوتا لچھمن سنگھ جانشین ہوا۔ اس کی جائداد اب کورٹ آف وارڈز کے انتظام میں ہے اور وہ خود ایچیسن کالج لاہور میں تعلیم پا رہا ہے +

سردار جیون سنگھ سی آیس آئی رئیس شہزادپور

کرم سنگھ
(وفات سنہ ۱۷۸۴ع)

- ۱ گلاب سنگھ (وفات سنہ ۱۸۴۰ع)
  - ۱ ٹھاکر سنگھ (متوفے)
  - ۲ شیوکرپال سنگھ (وفات سنہ ۱۸۶۲ع)
    - **سردار جیون سنگھ سی ایس آئی** (ولادت سنہ ۱۸۶۰ع)
      - ۱ رام سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۳ع)
      - ۲ کرتار سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۹ع)
- ۲ مہتاب سنگھ (وفات سنہ ۱۸۲۰ع)

خاندان شہزادپور نے پہلے پہلے سری گورو گوبند سنگھ صاحب کے زمانے میں زور پکڑا جنہوں نے کرم سنگھ کے دادا دیپ سنگھ کو اس نئے قائم شدہ گوردوارہ کا پہلا مہنت بنایا جو دمدمہ صاحب کے نام سے مشہور ہے اور ریاست پٹیالہ میں متبرک جگہ ہے۔ دیپ سنگھ کی اولاد نے مشرقی پنجاب کے مسلمان ناظموں سے بہت سی لڑائیاں لڑکر شہید کا خطاب حاصل کیا۔ اس کا خاندان ابھی تک اپنے بزرگ کے ضرب المثل کارناموں کی یاد میں اس خطاب سے مشہور ہے۔

[illegible] کے زمانے میں اس خاندان نے سرسہ کے قرب وجوار میں قدم [illegible] اور [illegible]ع کے عام میلے سے یہ فائدہ اُٹھایا کہ مانجھے کے ان [illegible] کے ساتھ شامل ہوگئے جو ایں روئے ستلج کے ملک پر حملہ آور [illegible]۔ کرم سنگھ جنوب کی طرف سے موجودہ تحصیل انبالہ سے ہوتا [illegible] اور آگے بڑھا جہاں اس نے کئی گاؤں لے لئے اور آخر کار موجودہ [illegible] تحصیل کے علاقہ شہزادپور میں آباد ہوگیا۔ اس خاندان کی جاگیر [illegible] کے لئے تقسیم ہوگئی۔ کرم سنگھ نے ضلع انبالہ کا علاقہ کیسری [illegible] میں رکھا اور مواضعات شہزادپور اپنے بھائی دھرم سنگھ کو [illegible] بعدازاں کرم سنگھ اپنے بھائی کے لاولد فوت ہونے پر [illegible] دیہات کے پراگندہ مجموعہ کا جواب تک بطور جاگیر اسکی اولاد [illegible] میں ہیں واحد مالک بن گیا۔ سنہ ۱۸۴۷ع میں اس عام حکم کے اجرا تک [illegible] روسے ضلع انبالہ کے کل چھوٹے چھوٹے رئیسوں سے شاہی [illegible] چھین لئے گئے تھے یہ خاندان ان مواضعات پر بطور خود مختار [illegible] حکومت کرتا رہا۔ اس وقت سے لیکر آج تک اس خاندان کی [illegible] صرف جاگیردار کی سی ہوگئی ہے لیکن اس حیثیت میں بھی وہ [illegible] ہیں دوسرے نمبر پر ہیں یعنی سوائے ایک جاگیردار کے باقی [illegible] سے برتر ہیں ✱

موجودہ سردار جیون سنگھ نے انبالہ کے گورنمنٹ وارڈز سکول [illegible] تعلیم پائی ہے۔ یہ آنریری مجسٹریٹ آنریری سول جج ڈسٹرکٹ بورڈ اور ایچیسن کالج لاہور کی کمیٹی منتظمہ کا ممبر اور پراونشل درباری ہے۔ اس کا چال چلن بہت اچھا ہے اور سب کے نزدیک قابل احترام

سمجھا جاتا ہے۔ یہ شکار کا بہت شوقین ہے اور اس نے شہزادپو
میں بہت سے شکاری گھوڑے جمع کر رکھے ہیں۔ اس خاندان کا
سرکردہ ہونے کی حیثیت سے ضلع انبالہ کے پراونشل درباریوں
میں اس کی جگہ دوسرے نمبر پر ہے اور اسے سنہ ۱۸۹۱ء میں سی آئی ا
کا خطاب عنایت ہوا ہے۔ گورنمنٹ کے مراسلوں میں اسے "سردا
صاحب مہربانِ دوستان" لکھا جاتا ہے مگر زیادہ تر یہ شہید ہی کے
خطاب سے مشہور ہے جس کی وجہ سے سارے پنجاب کے سکھ اس کی
عزّت کرتے ہیں۔ سنہ ۱۸۸۰ء میں جیون سنگھ کی شادی متوفی مہاراج
پٹیالہ کی ہمشیرہ کے ساتھ ہوئی اور اس تعلق سے اس کا ادب و وقار
بہت بڑھ گیا۔ اس کے ایک لڑکے کی شادی متوفی مہاراجہ بھرتپو
کی لڑکی کے ساتھ ہوئی ہوئی ہے اور ایک لڑکی سردار بھگونت سنگھ
بھڑیلی والے سے بیاہی ہوئی ہے۔ اس نے ۲۶۰۰۰ روپیہ سالانہ
کی مالیت کی جاگیر تو اپنے باپ سے ورثہ میں پائی اور علاوہ ازیں
پنجاب اور صوبہ جات متحدہ کے مختلف اضلاع میں بہت سی زرعی
جائداد کا مالک ہے۔ قاعدۂ خلفِ اکبری اس خاندان میں رائج
ہے ؂

سردار ست اندر سنگھ
Sardar Satindar Singh.

سردار امراؤ سنگھ رئیس اعظم منولی
Sardar Umrao Singh of Manauli

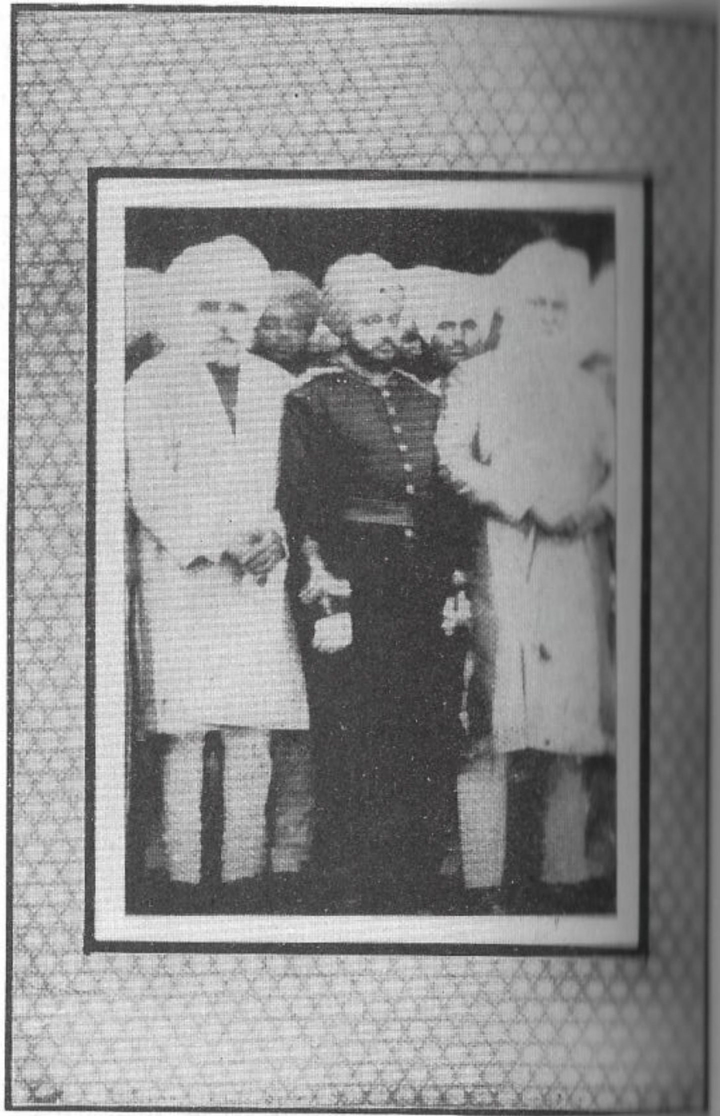

کپتان سردار شیو دیو سنگھ رئیس اعظم گھنولی

Captain Sardar Sheo Deo Singh of Ghanauli.

سردار دیوندر سنگھ رئیس گھنولی

Sardar Devindar Singh of Ghanauli.

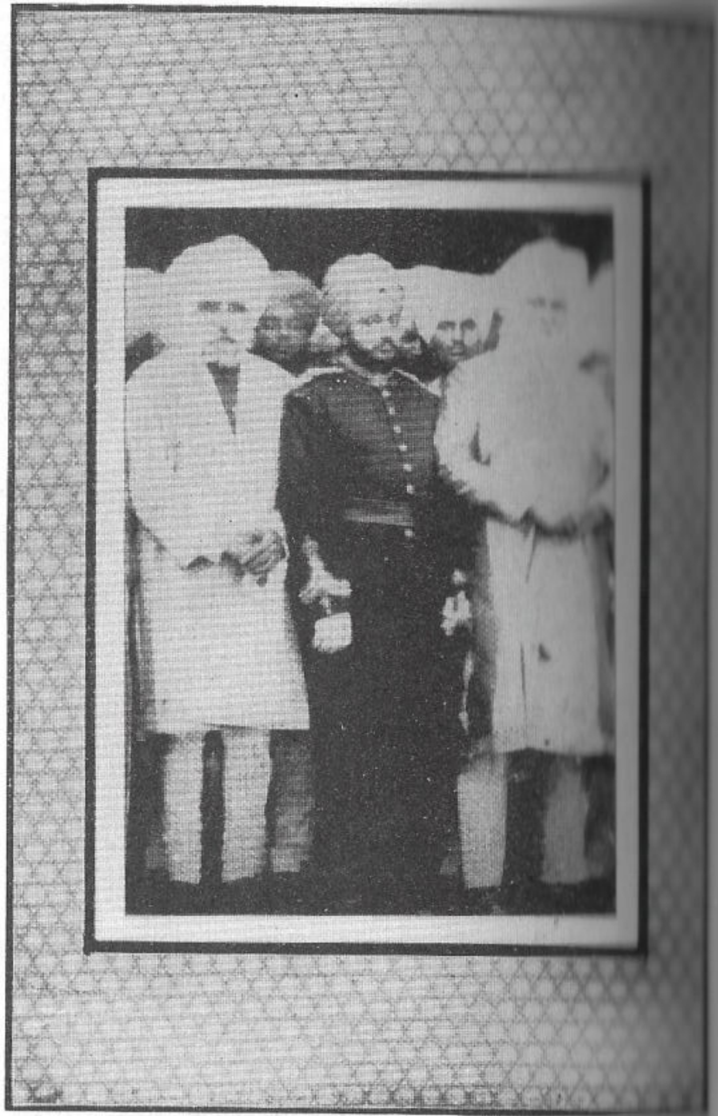

کپتان سردار شیو دیو سنگھ رئیس اعظم گھنولی

Captain Sardar Sheo Deo Singh of Ghanauli.

سردار دیوندر سنگھ رئیس گھنولی

Sardar Devindar Singh of Ghanauli.

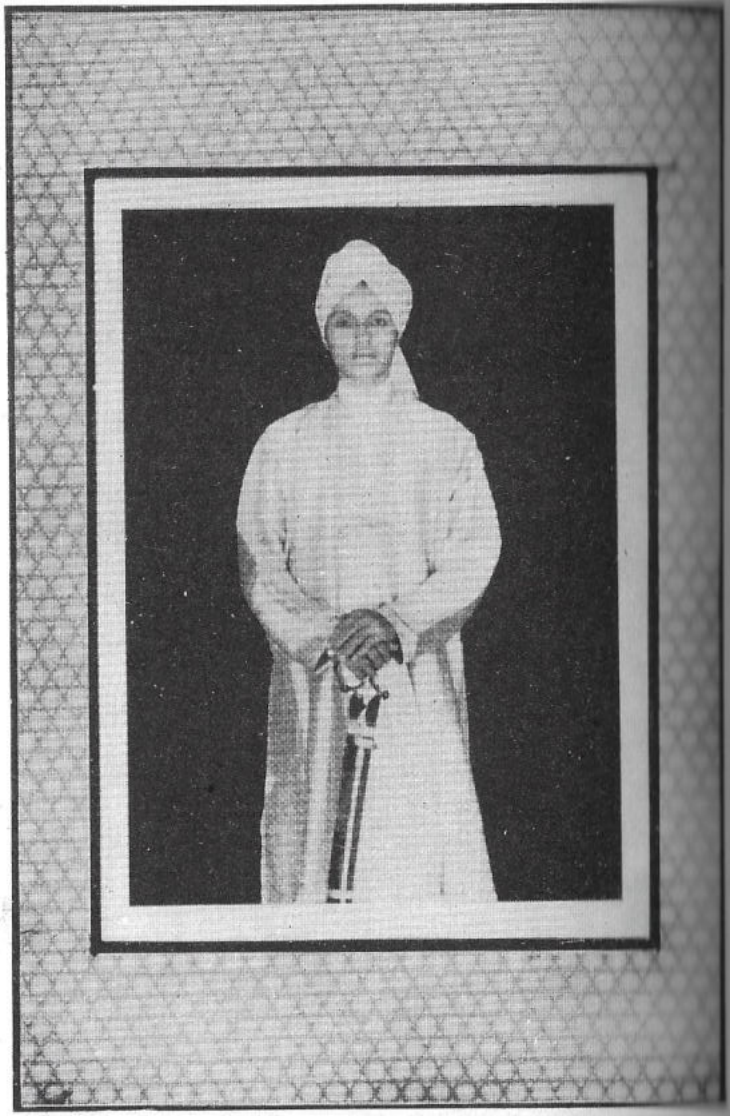

سردار بھگت سنگھ رئیس گھنولی

S. Bhagat Singh of Ghanauli.

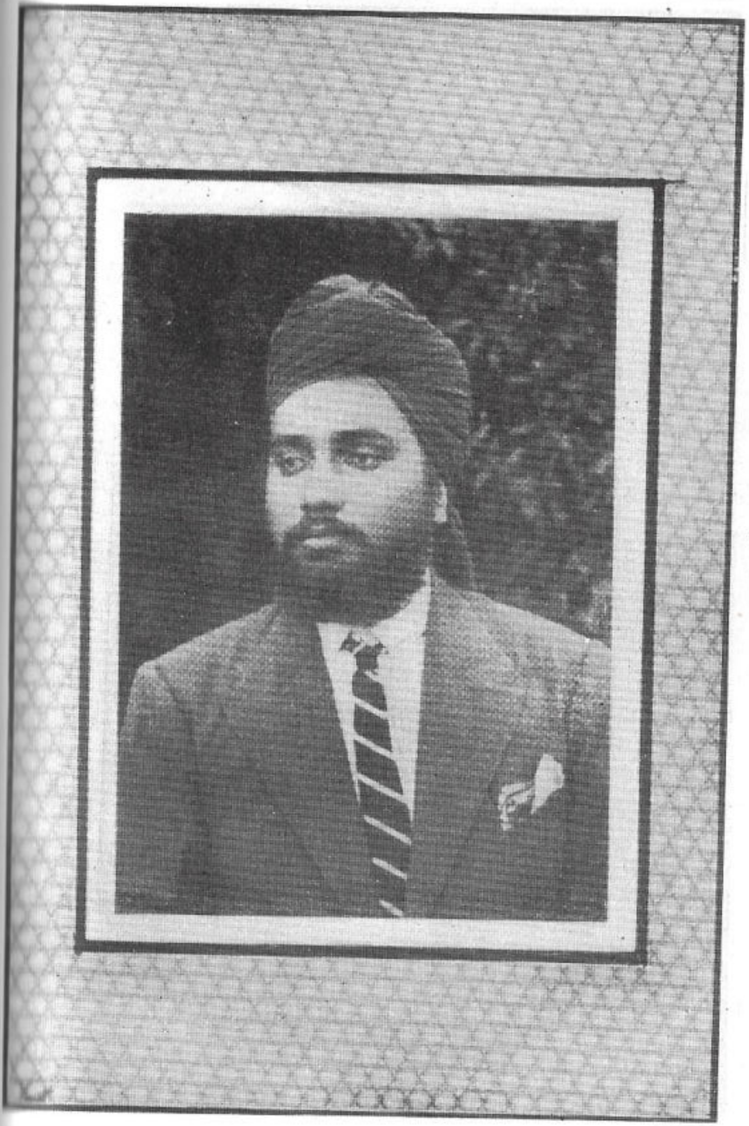

سردار بھگونت سنگھ رئیس اعظم گھنولی

Sardar Bhagwant Singh of Ghanauli.

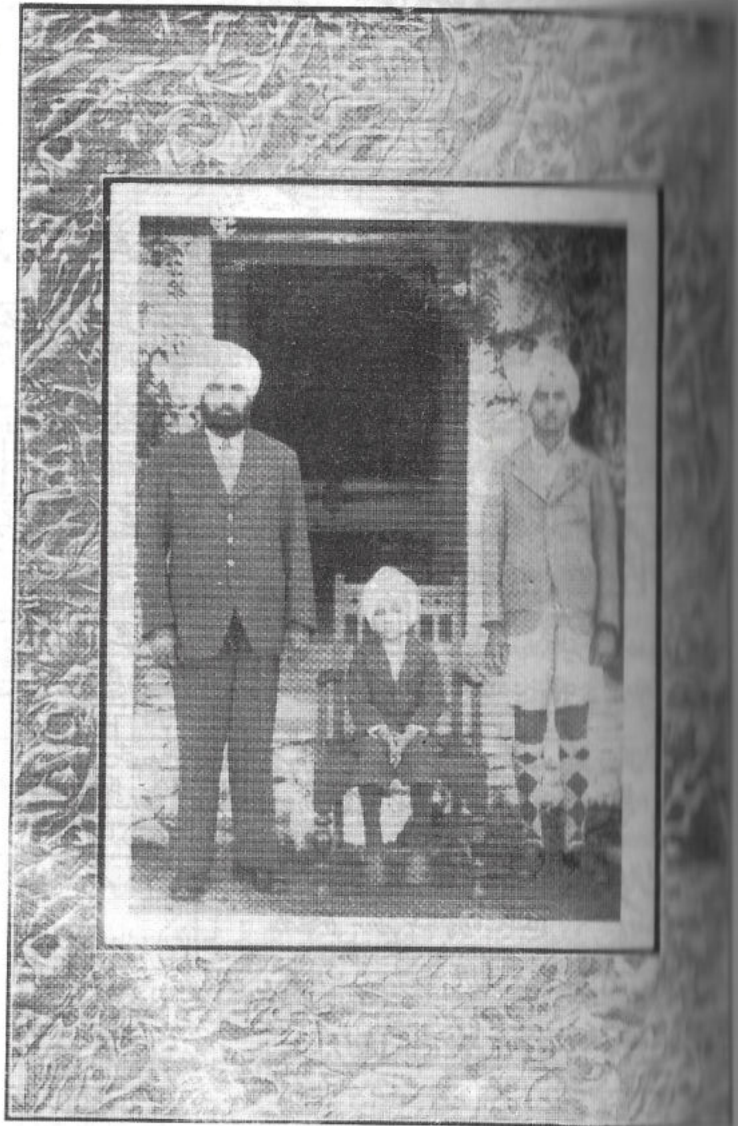

سردار نرندر سنگھ   سردار سدرشن سنگھ   سردار صورت سنگھ رئیس اعظم بھرت گڑھ

Sardar Surat Singh of Bharatgarh.   S. Sudarshan Singh.   S. Narindar Singh

سردار رندھیر سنگھ رئیس بھرت گڑھ   صورت سنگھ

Sardar Randhir Singh of Bharatgarh   Surat Singh

سردار امراؤ سنگھ رئیس منولی

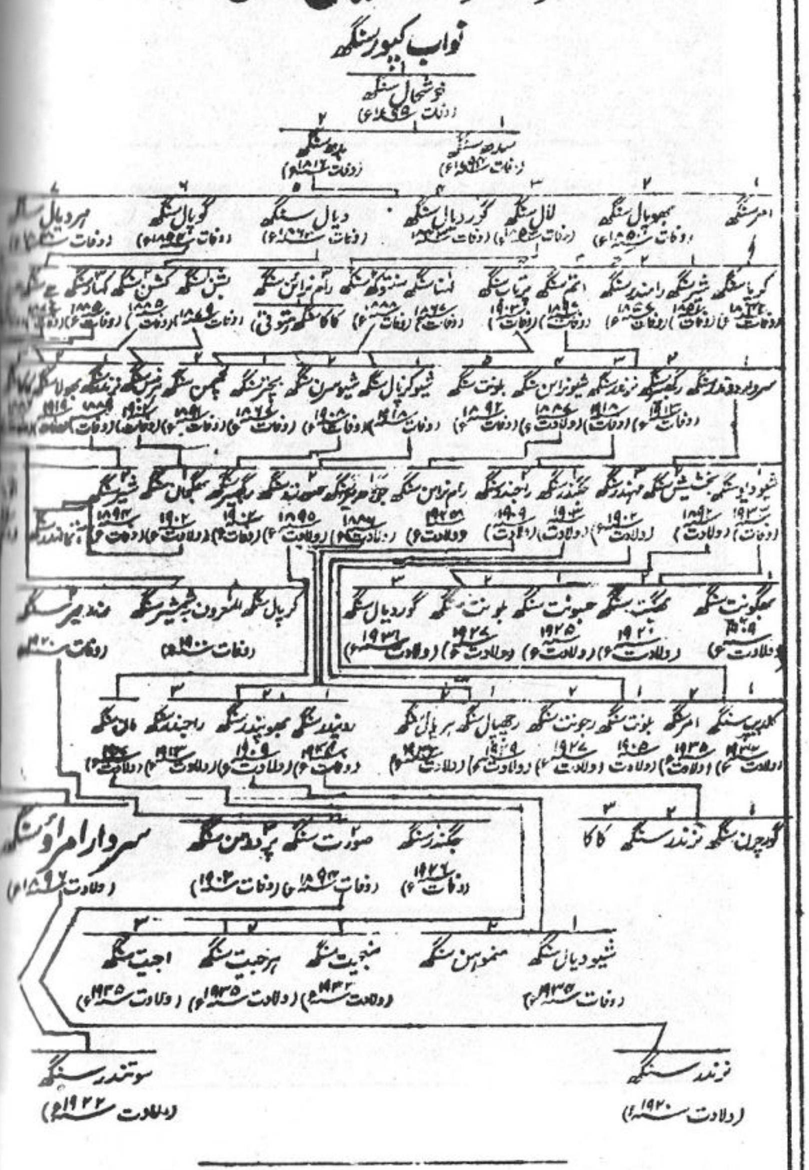

[illegible] نسب میں سنگھ پوریہ جیند خاندان کی سرآوردہ شاخیں شامل ہیں [illegible] قوم کا جسکے قبضہ میں ......٨٠ روپیہ سالانہ مالیت کی جاگیر واقع تحصیلات [illegible] یافتہ سرکردہ مانا جاتا تھا خاندان کی باقی شاخوں کے قبضہ میں مختلف جاگیریں [illegible] بھرت گڑھ اور کنڈولہ کے نام سے مشہور ہیں مگر چونکہ سردار بھڑ یلی کے علاوہ تمام [illegible] کی اولاد میں جسکا قبضہ ۱۸۰۹ء میں ان جاگیروں پر تھا اسلئے خاندان کی کسی شاخ [illegible] ہونیکی صورت میں باقی شاخوں کے سرداروں کو اس کی وراثت کا حق حاصل ہے [illegible] یہ خاندان سرکار انگریزی کے زیر سایہ خود مختار رہا مگر اگلے ہی سال اس عام اعلان [illegible] کی پہلی لڑائی کے ختم ہونے پر جاری کیا گیا تھا اس کی حیثیت گھٹا کر معمولی [illegible] جاگیروں کی سی کردی گئی تھی۔ افسوس یہ ہے کہ انیسویں صدی کے اخیر نصف حصہ [illegible] خاندان اپنی بہ نسبت نیکیوں کے زیادہ تر اپنی برائیوں کیوجہ سے مشہور رہے ؛

اس خاندان کے سرکردگان میں سے کوئی بھی کام کا آدمی نہیں اور مختلف [illegible] کے باعث یہ لوگ یکے بعد دیگرے بے وقت موت کا شکار ہوتے رہے ہیں [illegible] شاخ بیگہ بالکل معدوم ہوگئی اس کی نصف جاگیر تو سرداران گھنولی کو مل گئی ایک [illegible] کنڈولہ والوں کے پاس چلا گیا اور چھٹا حصہ شاخ بھرت گڑھ میں آگیا ؛

سردار اوتار سنگھ منولی والا ۱۸۹۶ء میں اور اسکا لڑکا رگھبیر سنگھ جو اسکا جانشین ہوا تھا [illegible] فوت ہوئے ۔ سردار اوتار سنگھ کی بیوہ نے ایک لڑکا مسمی امراؤ سنگھ پیش کیا اور بیان کیا [illegible] کی وفات کے بعد پیدا ہوا ہے مگر گورنمنٹ نے اسکے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور حکم دیا [illegible] سرداران گھنولی بھرت گڑھ اور کنڈولہ کے درمیان تقسیم کر دی جائے اس پر سردارنی نے [illegible] کیا جسکا فیصلہ مسٹر کشن جج انبالہ نے ۱۹۰۱ء کے شروع میں اسکے برخلاف دیا مگر سردارنی [illegible] جج کے اس فیصلہ کے خلاف چیفکورٹ میں اپیل کی جو منظور ہوگئی اور اسطرح سردار امراؤ سنگھ [illegible] اوتار سنگھ کے املاک کا جائز وارث ہوگیا چونکہ یہ اسوقت نابالغ تھا اسلئے یہ املاک ۱۹۲۱ء تک [illegible] آف وارڈز کے انتظام میں رہ کر واگذاشت ہوئے جنگ عظیم میں انہیں املاک میں سے ....۸۰ روپیہ

قرضہ جنگ میں دیا گیا اور انہیں املاک میں سے اس لیکچرار کا خرچ پورا کیا جاتا رہا جو تحصیل روپڑ اور کھرڑ میں بھرتی کے کام کا پروپیگنڈا کرتا رہا۔ منوٗلی کے سرکردہ کے قبضہ میں ۱۵۰۱۵ روپیہ سالانہ کی ملکیت کی جاگیریں ہیں۔ اس کے قبضہ میں اضلاع انبالہ۔ لاہور اور امرتسر کی بہت سی اراضیات اور دیگر جائداد ہے جن کے علاوہ اس کے ۹ مربعہ جات ضلع لائلپور میں اور ۱۰ مربعہ جات ضلع منٹگمری میں ہیں اس اقتصادی بدحالی کے دوران میں بھی منوٗلی کی جائداد کی آمدنی ۹۰ ہزار روپیہ سالانہ ہے۔ چونکہ سردار امراؤ سنگھ نے بہت کچھ فضول خرچی شروع کر دی۔ اس لئے ۱۹۲۸ء میں اس کے املاک پھر کورٹ آف وارڈز کے انتظام میں دیدیئے گئے جو ابھی تک شروع ہے اور جس کا سردار خود بھی منیجر ہے۔ سردار امراؤ سنگھ کا لڑکا ست اندر سنگھ ایچیسن کالج لاہور میں تعلیم حاصل کر رہا ہے ؛؛

موجودہ زمانہ میں سرداران منوٗلی میں سے سردار بھگونت سنگھ پسر سردار تارا سنگھ اور نبیرہ سردار جسونت سنگھ نہایت معزز رئیس ہے۔ بوجہ شادی اس کی رشتہ داریاں معزز گھرانوں سے ہیں مثلاً اس کی والدہ راجہ بدن سنگھ سی آئی ای رئیس ملوٗد کی لڑکی ہے اور اس کی زوجہ سرگباشتی سردار جیون سنگھ سی آئی ای رئیس شاہزاد پور کی لڑکی ہے۔ اپنی اس زوجہ کی وفات پر اس کی دوسری شادی سردار بلونت سنگھ رئیس اٹاری کی لڑکی سے ہوئی۔ سردار بھگونت سنگھ کی سب سے بڑی لڑکی ۱۹۳۳ء میں ہز ہائنس راجہ فریدکوٹ کیساتھ بیاہی گئی۔ چونکہ سردار موصوف نے ایچیسن کالج لاہور میں تعلیم پائی تھی اس لئے اسے آنریری مجسٹریٹ اور سول جج کے اختیارات دیئے گئے اور یہ ان عہدوں پر ابھی تک فائز ہے۔ جنگ عظیم کے دوران میں سردار موصوف نے سرکار کی اچھی خدمات سرانجام دیں ؛؛

سردار ہربنس سنگھ رئیس کنڈالہ کا انتقال ۱۹۰۲ء میں ہوا اور اسکے بیٹے بھگوان سنگھ کی جائداد کورٹ آف وارڈز کے انتظام سے ۱۹۲۳ء میں واگذاشت ہوئی بھگوان سنگھ نے بھی ایچیسن کالج میں تعلیم پائی تھی اور اپنی جائداد کا انتظام کرتا تھا اس کا انتقال ۱۹۳۶ء میں ہوا اور اس کا نابالغ بیٹا آتما اندر سنگھ ایچیسن کالج میں تعلیم پا رہا ہے۔ سردار

[illegible] منڈولہ ۱۹۱۹ء میں لاولد فوت ہوا اور اس کی جائداد سرداران بھرت گڑھ [illegible] کے درمیان بحصص مساوی تقسیم ہوئی ؛؛

[illegible] کا انتقال ۱۹۲۰ء میں ہوا۔ یہ کئی سال تک آنریری مجسٹریٹ آنریری سب جج [illegible] درباری رہا اس نے جنگ عظیم سے متعلق قابل قدر خدمات سرانجام دیں جسکے عوض میں اسے [illegible] اراضی عطا ہوئی اور سرداران جگندر سنگھ اور صورت سنگھ اسکے جانشین ہوئے۔ سردار [illegible] میں لاولد فوت ہوا اسلئے موخر الذکر یعنی صورت سنگھ ہی اپنے باپ کی تمام جائداد [illegible] ہو گیا۔ صورت سنگھ اپنے علاقہ میں بڑا بارسوخ رئیس ہے اور جب کبھی سرکار کے خلاف کوئی [illegible] کے امن میں خرابی ڈالنے والی ہوئی ہے تو یہ ہمیشہ حکام ضلع کیساتھ رہا ہے۔ یہ وڑا امن [illegible] چیئرمین ڈسٹرکٹ بورڈ کا ممبر۔ مرکزی کوآپریٹو بنک کا ڈائریکٹر اور قیدیوں کی امدادی [illegible] کا سرگرم کارکن ہے۔ اسے سلور جوبلی کے موقع پر ایک تمغہ عطا ہوا۔ سرداران کھنولی میں سے [illegible] کا بیٹا سردار دوندر سنگھ پراونشل درباری ہے اسکے قبضہ میں کئی سندات اور سرٹیفکیٹ [illegible] پتہ چلتا ہے کہ یہ ہمیشہ مقامی نظم ونسق کا معین و مددگار رہا ہے۔ اس کا بیٹا [illegible] سنگھ جو ریاست نابھہ میں نائب ناظم تھا ۱۹۴۳ء میں فوت ہو گیا ؛؛

سردار پرتاب سنگھ کے بیٹوں میں شیو کرپال سنگھ پراونشل درباری تھا [illegible] اس نے جنگ عظیم کے دوران میں رنگروٹنگ بھرتی میں امداد دی اور بھرتی کے متعلق [illegible] روپیہ بھی دیا اس کے بیٹوں یودھ بیر سنگھ اور رسود سنگھ میں سے اوّل الذکر کھرڑ [illegible] مجسٹریٹ اور موخر الذکر گھنولی کا ذیلدار ہے۔ یودھ بیر سنگھ کا بڑا بیٹا رویندر [illegible] اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر ہو گیا تھا مگر ۱۹۳۵ء میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کا [illegible] اجندر سنگھ حال ہی میں محکمہ پولیس میں اسسٹنٹ سب انسپکٹر بھرتی ہوا ہے ؛

شاخ منوٗلی کے علاوہ سنگھ پوریہ سرداروں کی مختلف جاگیروں کی [illegible] مالیت ۱۹۰۹ء میں تقریباً ۷۰ ہزار روپیہ تھی جو تحصیل کھرڑ کے ۴۴ مواضعات [illegible] روپڑ کے ۵۷ مواضعات پر مشتمل تھی۔ شاخ منوٗلی کی جاگیر کی آمدنی کی بابت [illegible] ذکر کر دیا گیا ہے ؛

سردار جواہر سنگھ رئیس مصطفیٰ آباد

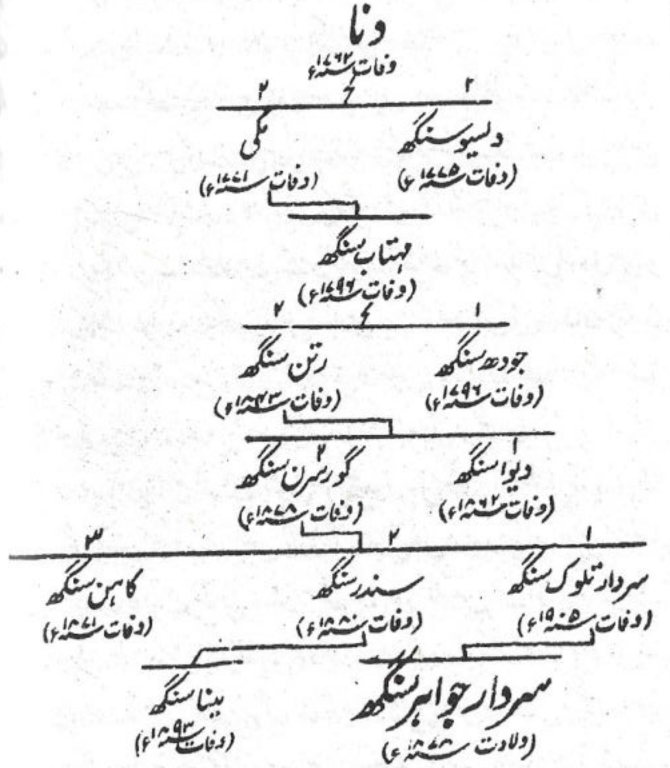

جب سنہ ۱۷۶۳ء میں سکھوں نے حملہ کیا تو دیسو سنگھ دلہ والا نے جو لال پور نزد ترنتارن کا جاٹ تھا مصطفیٰ آباد اور چند گرد و نواح کے مواضعات پر جو اب تحصیل جگادھری میں، اور ڈیرہ و ٹنڈ والہ جو ضلع انبالہ میں ہیں قبضہ کر لیا۔ یہ شخص سنہ ۱۷۷۵ء میں چندوسی کی لڑائی میں مارا گیا اور اس کا بھتیجا مہتاب سنگھ جانشین ہوا

[illegible] کل جائداد پر قبضہ حاصل کیا۔ مہتاب سنگھ کا خلف اکبر جودھ سنگھ جو اس کے بعد جائداد کا مالک ہوا تھا سنہ ۱۷۹۶ء میں مرہٹوں کے ساتھ لڑتا ہوا بیاآنہ میں مارا [illegible] سنگھ کی بیوگان میں سے ایک بیوہ مسماۃ گوراں جائداد پر قابض ہوئی [illegible] مدت بعد جودھ سنگھ کے چھوٹے بھائی رتن سنگھ نے مسماۃ مذکور کے [illegible] جھگڑا کیا اور ڈیرہ اور ٹنڈ والہ اس سے چھین لئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] یہی گاؤں سردار بھنگا سنگھ تھانیسر کے زبردست رئیس کو حفاظت [illegible] میں دیئے گئے تھے۔ اور ان کے تبادلہ میں موضع ٹھیڑی بھنگا سنگھ [illegible] اس کو دیدیا تھا۔ سنہ ۱۸۳۳ء میں مسماۃ گوراں کی وفات پر ساری جائداد رتن سنگھ کو ہی مل گئی۔ بعد ازاں یہی جائداد رتن سنگھ کے پوتے تلوک سنگھ اور [illegible] بینا سنگھ نے آپس میں تقسیم کر لی۔ آخر الذکر سنہ ۱۸۹۳ء میں لاولد فوت ہوا۔ سنہ ۱۹۰۵ء [illegible] تلوک سنگھ کی وفات پر اس کا اکلوتا بیٹا جواہر سنگھ موجودہ سردار جاگیر کا واحد [illegible] تسلیم کیا گیا۔ اس سردار نے اب ایک تمسک کر دیا ہے جس کے رو سے قاعدہ [illegible] اکبری اس کے خاندان میں رائج ہو گیا ہے۔

اس خاندان کی جاگیر میں آٹھ گاؤں ہیں جن میں سے سات تو تحصیل [illegible] میں ہیں اور ایک انبالہ میں۔ ان سب کا مالیہ ۵۳۳۶ روپیہ ہے جن پر [illegible] روپیہ جاگیر دار کو بطور معاوضہ خدمات دینا پڑتا ہے۔ ایام غدر میں سرداران [illegible] آباد نے جگادھری میں خدمات پولیس کے لئے گھوڑے سے سوار اور [illegible] رکھے۔ ان کی ان خدمات کے صلہ میں ایک سال کا معاوضہ خدمات [illegible] کر دیا گیا۔

سردار جواہر سنگھ پراونشل درباری اور آنریری مجسٹریٹ درجہ سوم ہے۔

ضلع کانگڑہ

راجہ راگھوناتھ سنگھ گولیریا

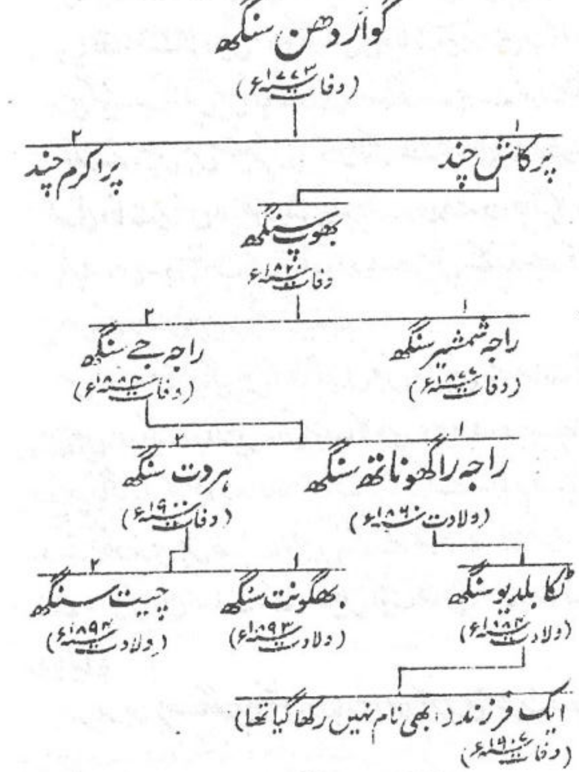

قدیم زمانے سے کانگڑہ کے پہاڑ ہندو اقوام سے آباد ہیں جو اپنے ہی راجاؤں کے زیر حکومت رہتے چلے آئے ہیں۔ ان چھوٹی

پہاڑی ریاستوں میں کانگڑہ کی ریاست سب سے زیادہ پرانی اور زیادہ زبردست تھی۔ مقامی روایات کے بموجب خاندانِ اہل رئیسان کانگڑہ کا گھرانا انسان کی نسل سے نہیں ہے۔ جو سب سے پہلا راجہ تھا ایک دیوی کے آبرو کے پسینے سے کانگڑہ میں ننھا پلا پلایا پیدا ہو گیا اور ایک ایسی شاخ کا بزرگ ہوا جس میں پانچسو راجہ ہوئے۔ اس ریاست کا قدیم نام ترزی گارٹ اس غرض سے رکھا گیا ہے کہ اس خاندان کو اُن شہزادگان سے ملا دیا جائے جن کا ذکر مہابھارت میں آیا ہے ❖

مقامی روایات گو فخر آمیز اور باطل ہوں مگر کٹوچ رئیسوں کی قدامت میں کسی کو کلام نہیں۔ سکندر کے یونانی مورخوں نے مسیح سے زیادہ سال پہلے "شمالی پنجاب کے پہاڑی راجگان" کا حوالہ دیا ہے اور تاریخ فرشتہ والے نے جہاں قنوج کے ایک قدیم فرمانروا کا جس نے کماؤں سے کشمیر تک سارا پہاڑی علاقہ فتح کر لیا تھا اور ۵۰۰ چھوٹے چھوٹے راجاؤں کو مطیع کر لیا تھا بیان لکھا ہے وہاں راجۂ کوٹ کانگڑہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ فرشتہ نے جس فاتح فرمانروا کا حال لکھا ہے اس کا عروج معتبر تاریخ کے زمانے میں یعنی قریباً سمت ۱۹ بکرمی یا آج سے ۱۹۰۰ سال پہلے ہوا ہے۔ مزید برآں خاندان کٹوچ کا قدیم ہونا اس کی بہت سی شاخوں اور اسکی وسعت سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ ستلج سے راوی تک نے برین پہاڑیوں میں شاید ہی کوئی معزز گھرانا ہوگا جو کٹوچ خاندان سے منسوب نہ ہو۔ چار خود مختار ریاستوں جسوان ہری پور سیبہ اور دتارپور کی

بُنیاد اسی خاندانِ کٹوچ سے نکلی ہے۔ سعدو راجپوتوں کی برادری اوران کے سات راؤ یا رئیس جو اونا اور روپڑ کے درمیان وادی جسواں میں آباد ہیں اپنے آپ کو اس خاندان سے بتاتے ہیں اور اندوریا راجپوتوں کی وہ آبادی بھی جو ضلع کانگڑہ کی پرلی حد پر واقع ہے اسی پر نازاں ہے کہ ان کا بزرگ ایک کٹوریج مہاجر تھا۔ قدیم ترین کاغذات میں بھی کٹوچ کو ایک برسرِ عروج قبیلہ لکھا ہے لیکن ان کے علاوہ علاقۂ ہری پور کے کانگڑہ سے علیحدہ ہونے کی حکایت بھی قابل اعتماد شمار کی جاسکتی ہے جس کو تمام متعلّقہ راجپوت تک بے کم وکاست صحیح جانتے ہیں یہ قصّہ یوں ہے کہ کانگڑہ کا راجہ ہری چند ایک دفعہ موضع ہرسار کے گرد و نواح میں جو ریاست گولیر میں ایک گاؤں ہے اور جس میں اس وقت تک گھنا جنگل ہونے کے سبب سے قسم قسم کے شکاری جانور ملتے ہیں شکار کھیلتا ہوا سُوءِ اتّفاق سے ایک خشک کُنوئیں میں جا پڑا اس کے ہمراہیوں کو اس بات کی خبر نہ ہوئی اور وہ بڑی تلاش وجستجو کے بعد مایوس ہو کر کانگڑہ واپس چلے آئے۔ یہ یقین کر کے کہ راجہ کسی شکاری جانور کا شکار ہو گیا اس کی گم گشتگی پر وہی غم وافسوس کیا گیا جو کسی کی موت پر کیا جاتا اور اس کا بھائی کرم چند گدی پر بیٹھ گیا۔ مگر ہری چند ابھی تک زندہ تھا۔ کئی دن کے بعد کُچھ گڈریوں نے اسے کنوئیں میں دیکھا اور باہر نکالا۔ اُنہی سے اُس نے اپنے بھائی کے گدّی پر بیٹھ جانے کا قصہ سُنا اس وقت وہ سخت مذبذب حالت میں تھا کیونکہ اس کا نام

راجاؤں کی فہرست سے خارج سمجھ لیا گیا تھا اور ایک اور شخص اسکی [illegible] کر رہا تھا۔ اس کے کانگڑہ جانے پر ضرور ہلچل مچ جاتی [illegible] اس نے ازراہِ فراخ دلی موروثی حقوق کا دعوےٰ ہی ترک کر دینے کا عزم کر لیا۔ گولیر کے سامنے بان گنگا کے کنارے ایک مقام منتخب کر کے اس نے ایک قلعہ اور قصبہ بنایا جس کا نام اپنے نام پر ہری پور رکھا اور ایک الگ ریاست کا صدر مقام [illegible] اس طرح پر بڑا بھائی ایک چھوٹے پیمانے میں ہری پور میں حکومت کرنے لگا اور چھوٹا کٹوچ خاندان کی گدی پر بغیر کسی اصلی [illegible] کے بیٹھا فرمانروائی کرتا رہا ٭

ہری چند کے زمانے سے لیکر آج تک ۲۶ پُشتیں گزر چکی ہیں مگر اس کی پُرانی ریاست کی وسعت اُتنی ہی ہے جتنی کہ پہلے تھی صرف دتارپور کا علاقہ اس سے نکل کر ہوشیارپور کے ضلع سے متعلق ہو گیا ہے اور صرف ٹپا گھگھوٹ جو پہلے جسواں کا علاقہ تھا اس میں شامل ہو گیا ہے اس کمی اور بیشی کو نظرانداز کر کے کانگڑہ کے نقشہ کو دیکھیں تو موجودہ ڈیرہ تحصیل کا علاقہ وہی ہری پور کا علاقہ ہے جو ہری چند کے وقت میں تھا ٭

اب مقابلتہً تاریخ جدید کے رو سے دیکھا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ گولیر کا راجہ روپ چند راجگان جسوال اور مانکوٹیہ کے مغلوب کرنے میں جو کٹوچوں کے ساتھ مل کر بادشاہ دہلی سے باغی ہو گئے تھے شاہجہاں کا طرفدار ہو گیا تھا اور اس امداد کے صلہ میں شاہنشاہ نے اسے بہادر کا خطاب ایک معزز خلعت اور دو اسلحہ

جو ابھی تک اس خاندان میں ایک عزیز الوجود شے کی حیثیت سے [illegible] موجود ہیں عطا کئے تھے ۔

راجہ مان سنگھ جس نے سترھویں صدی کے پہلے نصف [illegible] میں عروج پایا مغل بادشاہوں کی عنایت کا خواستگار رہا اُنھوں [illegible] اسے ایک مہم پر قندھار بھیجا جس میں وہ ناکام رہا۔ اس کے [illegible] وہ اورنگ زیب کی طرف سے جگت چند راجۂ نورپور کی گوشمالی [illegible] مامور ہوا جس سے کوئی بات خلاف داب شاہی سرزد ہوئی تھی شہنشاہ [illegible] شاہِ جہاں نے مان سنگھ کو شیر افگن خطاب دیا اور کانگڑہ کے راجاؤں [illegible] کا سردار مقرر کیا۔ راجہ بکرام سنگھ نے اورنگ زیب کے ہاں ملازمت [illegible] کرلی جس نے اسے ایک لڑائی پر کابل سے پرے بھیجا جہاں وہ مرگیا۔ بکرام سنگھ اپنی شہ زوری کے لئے مشہور ہے گویا کے مورخ [illegible] بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک اخروٹ کو اپنی اُنگلیوں میں دبا کر ٹکڑے [illegible] ٹکڑے کردیا کرتا تھا ۔

راجہ بھوپ سنگھ نے جس کے زمانے میں سکھ لوگ نمودار ہونے [illegible] شروع ہوگئے تھے کٹوچوں کے ساتھ لڑکر اور ان پر فتح حاصل کرکے [illegible] نام پیدا کیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ پہلے پہلے اس کی عزّت کرتا تھا اور سکھ [illegible] باوا کہا کرتا تھا مگر ۱۸۱۲ء میں رنجیت سنگھ نے اس کا ملک جو ۰۰۰۰ [illegible] روپیہ سالانہ کی مالیت کا تھا چھین لیا اور اسے معزول کرکے پہلی [illegible] مالیت کے چوتھے حصّے سے بھی کم کی مالیت کی جاگیر حوالے کی [illegible] کارروائی مہاراجہ کی چال سے ہوئی جو خالی از اعتراض نہ تھی۔ مہاراجہ نے بھوپ سنگھ سے راجپوت سپاہیوں کا ایک زبردست دستہ [illegible]

[illegible] انتظامی مقابلے کے خطرے کو کم کردیا اور لاہور میں [illegible] دل کا یہ فائدہ اُٹھایا کہ اس کو اپنی زبردست سلطنت کے [illegible] ان ہونے پر مجبور کیا اور اس کے معذرت کرنے پر [illegible] کہ جب تک وہ اطاعت پر راضی نہ ہوگا اسے رہائی نہ [illegible] ۔ راجہ کو اپنی آزادی اور رہائی حاصل کرنے کی خاطر مجبوراً [illegible] بات ماننی پڑی مگر رہا ہوتے ہی اس نے اپنی جاگیر کی [illegible] شروع کردیا اور ۲۰۰۰۰ روپے کی رقم لینے سے [illegible] گزارے کے لئے مقرر کی گئی تھی انکار کردیا اور آخرکار [illegible] راجہ کے خاندان کی رانیوں کے خرچ کے واسطے مقرر کیا گیا۔ [illegible] کار انگریزی کے قبضے میں آیا تو یہی ۲۰۰۰۰ روپیہ کی [illegible] بھوپ سنگھ کے بیٹے شمشیر سنگھ کے نام کردی گئی جو ۱۸۲۰ء میں [illegible] کی جگہ خطاب یافتہ رئیس تھا۔ اس جاگیر میں ۲۰ سے زیادہ [illegible] اور اس کا مالیہ دو قطعات معافی اور ۳ باغات کی آمدنی [illegible] جو تعلقات نند پور اور ہری پور میں تھے تخمیناً ۱۱۰۷۰ روپیہ [illegible] مسکرات پر محصول لگانے کا حق بھی راجہ ہی کے ہاتھ میں تھا ۔

شمشیر سنگھ کانگڑہ کے پُرانے راجپوت رئیسوں میں سے تھا۔ [illegible] ایک اکثر ناتعلیم یافتہ سپاہی تھا اور اپنی دیانت داری اور راستبازی [illegible] مشہور تھا سکھوں کی پہلی لڑائی کے موقع پر اس نے اپنی [illegible] کو جمع کیا اور سکھوں کو ہری پور سے جو اس کی ریاست میں ایک [illegible] تھی نکال دیا۔ شمشیر سنگھ بھی گو اُن راجپوت رئیسوں میں [illegible] تھا جو یہ دیکھ کر مایوس ہوگئے تھے کہ انگریزوں کی عظمت بھی

ان کی اس خفت اور تنزلی کا مداوا نہ کر گئی جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کی ہوا و ہوس سے بھری ہوئی پالیسی کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھی۔ تاہم وہ بظاہر سرکار انگریزی کا وفادار رہا اور اس باغیانہ تحریک میں بھی شامل ہونے سے انکاری رہا جو اس کے بھائی بندوں نے الحاق پنجاب کے فوراً بعد کی تھی۔ وہ ۱۸۷۷ء میں لاولد مر گیا اسکی بیوی بھی مر چکی تھی اور چونکہ اُس سند میں جو اسے ۱۸۵۳ء میں دی گئی تھی کوئی ایسی شرط نہ تھی کہ جائداد اس کے رشتہ داروں کی طرف منتقل ہو سکتی اس لئے اس کی جاگیر ضبط ہو گئی مگر سرکار انگریزی نے ازراہِ مہربانی یہ جاگیر اس کے بھائی جے سنگھ اور جے سنگھ کے بعد اس کی وارث اولاد نرینہ کے لئے جاری کر دی کہ اس کا قبضہ محض جاگیردار کی حیثیت سے رہیگا۔ مسکرات وغیرہ پر اس کو محصول لگانے کا کوئی اختیار نہیں ہوگا اور نہ وہ اس کا دعوے کر سکتا ہے کہ اختیار پولیس اور مجسٹریٹی پر اس کا کوئی حق ہے ✤

۱۸۷۷ء میں میاں جے سنگھ کو خطاب راجہ بطور موروثی اعزاز کے دیا گیا اور چونکہ ریاست بہت مقروض ہو گئی تھی اِس لئے گورنمنٹ نے اسے ناقابل اصلاح تنگدستی سے بچانے کے لئے راجہ جے سنگھ کی وفات کے پہلے ۸۶۰۰۰ روپیہ ۶ روپیہ سیکڑہ سالانہ سود کی شرح پر قرضہ دیا اور اس کی وصولی کے لئے ۶۰۰۰ روپیہ ششماہی کی قسط لینی منظور کی۔ اب یہ رقم پُوری وصول ہو گئی ہے ✤

۱۸۸۴ء میں جے سنگھ کی وفات پر اس کا بیٹا راگھوناتھ سنگھ

اور وہ راجہ جو ایک اعلےٰ تعلیم یافتہ ہے اس کا جانشین ہوا۔ ۱۸۹۲ء کے باقاعدہ بندوبست کے بموجب یہ جاگیر ۲۴۰۰۰ روپیہ مالیہ کی ہے جس میں سے ۲۰۰۰۰ روپیہ زرعی معاملہ ہے اور ۴۰۰۰ روپیہ ۲۱ روپیہ سیکڑہ کے حساب سے تعلقداری الاؤنس۔ راجہ راگھوناتھ سنگھ ضلع کانگڑہ کا سب سے پہلا پراونشل درباری ہے اور اس کی بہن منڈی کے متوفی راجہ سے بیاہی ہوئی تھی ✤

ضلع کانگڑہ میں خاندان کٹوچ کے موجودہ رؤسا میں راجہ راگھوناتھ سنگھ گولیر والا راجہ جے چند لمباگراؤں والا راجہ جے سنگھ ... والا اور راجہ نرندر چند نادون والا کہلاتے ہیں۔ گولیر والا خاندان ... گولیریا کہلاتا ہے سیبہ والا سوتیا داتارپورہ والا ددوال اور ... سوال والا جسوال ✤

ٹکا بلدیو سنگھ راجہ ٹیڑھی گڑھوال کی لڑکی کے ساتھ بیاہا ہوا ہے۔ گولیر کی جاگیر بیشمار قرضہ ہونے کی وجہ سے ۱۸۹۹ء میں کورٹ آف وارڈز کے انتظام میں کر دی گئی تھی اور ہز ہائینس راجہ ... نے اس بہت قرضہ کے صاف کرنے کے لئے دو لاکھ روپیہ بلا سود قرض دے دیا تھا ✤

یہ جاگیر دیوانی عدالتوں کی کارروائی میں قرق ہونے سے بھی مستثنےٰ ہے ✤

راجہ دھرو دیو چند صاحب آف لمباگراؤں

Raja Dhruva Deva Chand Sahib of Lambogroon

کرنیل مہاراجہ سر جے چند صاحب کے۔سی۔آئی۔ای۔سی۔ایس۔آئی دھرم رتنا چیف آف لمباگراؤں

Col onel Maharaja Sir Jai Chand K.C.I.E., C.S.I., Dharma Ratna Chief of Lambogroon.

کنور بلدیو چند آف لمباگراؤں

Kanwar Baldev Chand of Lambagraon.

راجہ دھرو دیو چند آف لمباگراؤں

Raja Dhruv Dev Chand of Lambagraon.

راجہ دربھ دیو چند آف لمبہ گراؤں

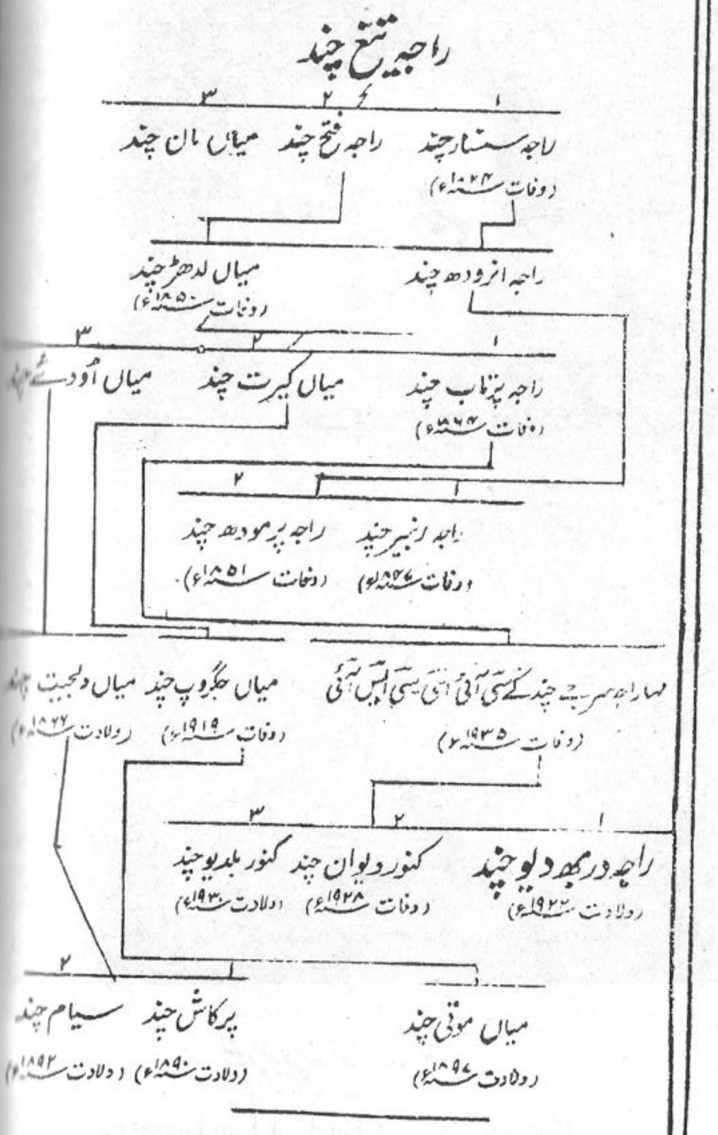

راجہ دربھ دیو چند کانگڑہ کے قدیمی شاہی خاندان کی چھوٹی شاخ کا بزرگ ہے اس کی قدامت اور گذشتہ عظمت کا حال نہایت مختصر طور پر شاخ ... میں درج ہو چکا ہے۔ یہ شاخ تیرھویں صدی میں اصلی خاندان سے ... دربھ دیو چند کانگڑہ کے سلسلۂ راجگان میں چار سو ستائیسواں راجہ ... جاتا ہے ۔

اس زمانہ میں جس کا ذکر جدید تاریخ میں کیا جاتا ہے ۔ موجودہ راجہ کے ... میں ایک یعنی راجہ سنسار چند کانگڑہ کے راجگان میں سب سے مشہور ... گذشتہ صدی کے شروع ہونے کے لحاظ سے جس میں اس کو عروج ... راجہ رنجیت سنگھ کا ہمعصر تھا ۔ اس نے سکھوں کی مدد سے سیف علی کے ... جیون علی سے کانگڑہ کا قلعہ لے لیا جو شہنشاہ جہانگیر نے چند پشت پہلے راجہ ... سے فتح کیا تھا۔ سنسار چند ضلع کانگڑہ میں بڑی جلدی زبردست ہو گیا اور ... دوآب کے کئی پرگنے مع ہوشیارپور بجواڑہ اور منڈی ۔ کٹلہر ۔ چمبہ ۔ جسوال ... کے حصص کے اپنے علاقے میں شامل کر لئے ۔ ان سب علاقوں ... آمدنی نو یا دس لاکھ روپیہ سالانہ سے کم نہ تھی ۔ اس نے بیس سال تک ان پہاڑوں میں بڑی زبردست سلطنت کی اور ایسا نام ... کیا جو اس کے آباؤ اجداد میں سے کسی کو بھی نصیب نہیں ہوا ... اپنے مقبوضات پر قانع رہتا تو اپنی اولاد کے لئے ایک بڑا ... چھوڑتا مگر اس کی جنگجو طبیعت نے اس کا مقابلہ ایک ایسی سلطنت سے ... جو اس سے زیادہ زبردست تھی اور جس سے یہ ایسا تباہ ... کہ پھر پنپنا ناممکن ہو گیا یعنی ۱۸۰۵ء میں اس نے ریاست کہلور ... حملہ کیا اور اپنے ضلع محل موری کے ساتھ والے علاقہ باٹی پر قبضہ ... کیا ۔ راجہ کہلور اس قابل نہ تھا کہ اکیلا اس کا مقابلہ کرتا اس نے اس ... گورکھوں سے مدد مانگی ۔ وہ پہلے ہی ستلج اور گوگیرہ کا درمیانی علاقہ ... دوان کی حد سے ۳۰۰ میل پرے تک تاخت و تاراج کر چکے تھے اس لئے

اُنھوں نے خوشی سے مدد دینا منظور کرلیا اور ستلج کے پار ہو...
پہلی لڑائی ۱۸۰۶ء میں محل موری پر ہوئی۔ جس میں کٹوچ شکست...
کھاکر نہایت اضطراب کے ساتھ تیراہ کی طرف بھاگ آئے۔ یہ ...
اپنے علاقہ میں ایک محفوظ مقام تھا۔ اس کے بعد سخت بدعملی کا
زمانہ شروع ہوا۔ گورکھوں نے راجہ کے ملک کے کئی حصّوں کو فتح
کرکے قبضہ کرلیا۔ اور کٹوچوں کے ہاتھ میں قلعہ کانگڑہ اور خاص بڑی
بڑی گڑھیاں رہ گئیں۔ ایک فریق نے دوسرے کے مقبوضات
پر لوٹ مار شروع کردی تاکہ مدِمقابل کی طاقت کم ہوجائے۔ رعایا تنگ
آگئی اور حیران و پریشان ہوکر پناہ کے لئے پاس والی ریاستوں میں
بھاگ گئی کچھ لوگ چمبہ چلے گئے اور کچھ جالندھر کے میدانوں میں
آگئے اور رؤسا نے جو سنسار چند کے پہلے ظلم و ستم سے برانگیختہ تھے
اس کے مقبوضات پر یورش کردی اور عام بدامنی کو بھڑکا دیا۔ آخر کار
کٹوچ راجہ نے مایوسی کی حالت میں رنجیت سنگھ سے مدد مانگی جو
فوراً مل گئی۔ سکھ لوگ کانگڑہ میں داخل ہوگئے اور اگست ۱۸۰۹ء
میں گورکھوں سے لڑائی ہوئی۔ گورکھا فوج بیماری سے بہت تکلیف
اُٹھا چکی تھی تاہم سکھوں کا دیر تک اور خوب مقابلہ کرتی رہی مگر آخر کار
قسمت نے سکھوں کا ساتھ دیا جنھوں نے فتح پر ہی قناعت نہ کی
بلکہ دشمن کو ایسا تنگ اور مجبور کرتے رہے کہ وہ دریائے ستلج کے
دائیں کنارے کے سارے اقطاع مفتوحہ سے دست بردار ہوجائیں۔
رنجیت سنگھ ایسا آدمی نہ تھا کہ اتنی بڑی مہربانی بلا معاوضہ کرتا
چنانچہ اس نے اس اعانت کے صلہ میں کانگڑہ کا قلعہ اور وہ ۶۶ گاؤں

... جو وادیٔ کانگڑہ میں تھے اور قدیم رواج کے مطابق اس قلعہ
... اخراجات کے پورا کرنے کے لئے ملے ہوئے تھے باقی
... سنسار چند کو بلا شرائط خدمات دے دئے*۔ یہ واقعہ
... کا ہے مگر اسی سال رنجیت سنگھ اپنے معاہدے سے
... گیا اور سنسار چند کے مقبوضات کو آہستہ آہستہ دبانا شروع کیا
... کہ صرف خطاب اور ایک تھوڑی سی جاگیر اسکے پاس
... سے بچانے کے لئے رہ گئی۔ راجہ سنسار چند لاہور کے
... باجگزار کی ذلیل حیثیت میں آکر ۱۸۲۴ء میں مرگیا۔ اس
... سال پہلے وہ تمام پہاڑی ریاستوں کا راجہ راجگان اور خود
... سنگھ کا مدِمقابل تھا۔ اس کا بیٹا انرودھ چند جانشین ہوا جس
... سکھوں نے ایک لاکھ روپیہ مسند نشینی کا لیا۔ ۱۸۲۷ء میں
... سنگھ نے انرودھ چند کو جو اس وقت لاہور میں تھا یہ کہا کہ
... اپنی بہن کی شادی مہاراجہ کے وزیر دھیان سنگھ کے بیٹے
... سے کردے۔ یہ بزدل رئیس کہ سکھوں میں گھرا ہوا تھا اور
... انکار کردینے کے نتیجے سے ڈرا ہوا تھا مان گیا اور اپنے گھر
واپس چلا آیا مگر اس کا منشا اس وعدے کے پورا کرنے کا ہرگز نہ
تھا اور اپنے قدیم خاندان کی عزت پر دھبہ لگانے کی نسبت راج
... کو چھوڑ کر جلاوطنی کی حالت میں زندگی بسر کرنے کو بہتر سمجھتا

* اس تواریخ کے اخیر پر اس عہدنامے کی نقل دی گئی ہے جو مہاراجہ نے سنسار چند
... تھا۔ یہ عہدنامہ جوالامکھی کے متبرک مندر میں کیا گیا تھا اور خود مہاراجہ نے
زعفران کے رنگ سے اس پر اپنی مہر ثبت کی تھی۔

تھا اور یہ خیال کر کے کہ مہاراجہ سے مقابلہ کرنا بے وقوفی ہے [illegible]
کنبے کے سارے آدمیوں کو ہمراہ لے چپ چاپ گھر سے نکل [illegible]
ہوا اور ستلج عبور کر کے سرکاری علاقہ میں پناہ گزین ہوگیا۔ رنجیت [illegible]
کو اپنے حکم کی اس خلاف ورزی سے غصہ تو بہت آیا مگر راجہ کی
جان اور عزت اب محفوظ تھی تاہم اُس کے ملک کو سکھوں [illegible]
خالصہ حکومت میں شامل کر لیا ؛

راجہ انرودھ چند نے اپنی پسندیدہ خلوت گاہ یعنی ہردوار [illegible]
کے تھوڑے عرصے بعد اس لڑکی کی شادی جو اس کے تمام ادبا[illegible]
ومصائب کا باعث ہوئی تھی سدرشن شاہ راجہ گڑھوال کے سا[illegible]
کر دی۔ انرودھ چند جلاوطنی ہی میں مرض فالج میں مبتلا ہو کر مر گیا او[illegible]
اس کے بیٹے رنبیر چند نے کوہ شملہ کے قریب بھاگل کے راجہ کے
ہاں پناہ لی جس کے ساتھ وہ کئی سال تک رہا ؛

آخرکار لارڈ ولیم بنٹنگ صاحب بہادر گورنر جنرل کو اس معا[illegible]
سے یک گونہ دلچسپی پیدا ہوئی اور انہوں نے راجہ کو لاہور جا کر رنجیت [illegible]
سے صلح کرنے کا مشورہ دیا نیز خود بھی اس کے ساتھ ہمدردی کر[illegible]
اور مدد دینے کا وعدہ کیا۔ راجہ نے ایسا ہی کیا اور مہاراجہ سے محل مو[illegible]
کے پرگنہ میں جو پہلے خود اس کی اپنی ریاست میں تھا . . . ۵۰ [illegible]
کی مالیت کی جاگیر لینی منظور کر لی جب انگریزوں کی لاہور کی حکومت
کے ساتھ لڑائی چھڑی تو رنبیر چند نے سکھوں کو وادی کانگڑہ سے
نکالنے میں مقدور بھر مدد کی۔ اس نے اور اس کے بھائی پرمودھ چند
نے راجپوتوں کی ایک بڑی فوج جمع کی اور ۱۸۴۶ء میں نیراہ اور [illegible]

[illegible] جو کسی زمانے میں انہی کے خاندان کی ملکیت تھے حملہ کر کے
[illegible] اور کروٹ واقع علاقہ پالم اور قلعہ جات
[illegible] جو کبھی واقع علاقہ نادون پر قبضہ کر لیا۔ راجہ کٹلہر نے
[illegible] چھین کر اپنے قبضے میں کر لیا ؛

[illegible] انگریزی نے رنبیر چند کو محل موری کی جاگیر کا قبضہ مستقل
[illegible] اخراجات لڑائی میں ہوئے تھے وہ سب بھر دئے۔
[illegible] میں فوت ہوا اور جاگیر اُس کے بھائی پرمودھ چند کو

[illegible]

[illegible] کانگڑہ اور ستلج پار کے پہاڑی راجگان کی حالت میں بڑا
[illegible] کیونکہ کانگڑے کو جو سرکار انگریزی نے گورکھوں کے پنجے
[illegible] کر اسے وہاں کے ہی رئیسوں کو دے دیا اور سب کو خودمختار
[illegible] دیا۔ تو اس فیاضی کا حال سن کر ستلج پار کے معزول شدہ راجگان
[illegible] شوق سے نئی حکومت کی آمد کا انتظار کرنے لگے مگر جب
[illegible] معلوم ہوا کہ انگریز ستلج پار کا مفتوح ملک اپنے پاس رکھنا چاہتے
[illegible] نہایت مایوس اور متردد ہوئے اور اس مایوسی کا خیال ایسا قوی
[illegible] انگریزوں اور سکھوں میں جو لڑائی ۴۹-۱۸۴۸ء میں ہوئی اس کے
[illegible] کانگڑہ کے تین رئیس بالکل باغی ہوگئے سکھوں نے
[illegible] راجاؤں کو بغاوت کے لئے اکسانے کی غرض سے خفیہ ایلچی
[illegible] اور وعدے کر لئے کہ لڑائی میں کامیابی ہوئی تو وہ اُن کی
[illegible] ریاستیں واپس دے دینگے۔ پرمودھ چند بھی اُن میں سے
[illegible] نے سکھوں کا کہنا مان کر اُن کو مدد دینے کا وعدہ کیا تھا۔

صاحب سنگھ نے ۱۷۷۸ء میں پوہل لے کر سکھ ہوگیا وہ گاگو کا پوتا تھا۔ اس نے سردار جے سنگھ کنھیا کا شریک ہو کر کتھونگل۔ دھرم کوٹ اور چاکووال کے گرد و نواح میں قریباً ۳۰ مواضعات پر قبضہ کیا۔ صاحب سنگھ بڑا جری آدمی تھا اور اس کے جسم پر ۱۴ زخموں کے نشان موجود تھے۔ یہ کنہیوں کی تقریباً تمام لڑائیوں میں ان کے ساتھ ہو کر لڑا اور آخر کار رام گڑھیہ فوج کے ساتھ ایک چھوٹی سی لڑائی میں اکال گڑھ کے قلعہ کے سامنے مارا گیا۔ اس کے دو بیٹوں جیت سنگھ اور بدھ سنگھ نے اس کی جاگیر حاصل کی مگر ان دونو میں سے بڑا اس کے فوراً بعد رام گڑھیوں کیساتھ جنہوں نے اس کے باپ کو مارا تھا لودھا منڈو والا کے مقام پر مارا گیا۔

جن کنھیا سرداروں نے رنجیت سنگھ کی اطاعت سب سے اخیر اختیار کی۔ بدھ سنگھ ان میں سے تھا۔ رنجیت سنگھ نے بھی اسے اور اجیت سنگھ کے بیٹوں کو ان کی جاگیروں پر قابض رہنے دیا۔ بدھ سنگھ سکھوں کی فوج کے ساتھ ہزارہ یوسف زئی اور کشمیر میں ۱۸۲۳ء تک خدمات کرتا رہا۔ جب کہ صحت کی خرابی کی وجہ سے اسے ملازمت سے علیحدہ ہونا پڑا اور مہاراجہ نے لدھا منڈا مالیتی ۳۰۰ روپے اور کتھونگل کے ایک حصہ کے علاوہ اس کے سارے مواضعات ضبط کر لئے۔ اس واقع کے تین سال بعد وہ مر گیا اور اس کا اکلوتا بیٹا پرتاب سنگھ پہلے گھوڑ چڑھا کلاں رجمنٹ میں رکھا گیا۔ بعد میں اسے ایڈجوٹنٹ کر کے پاوندیا رجمنٹ میں تبدیل کر دیا گیا جس کا ۱۸۳۷ء میں یہ کمیدان ہوگیا۔ ۱۸۴۲ء میں اسے کرنیل بنا دیا گیا اور کھیلی کی ۱۰۰۰ روپیہ مالیت کی جاگیر عطا کی گئی۔ یہ ۱۸۴۴ء میں لاولد فوت ہوا۔

خاندان کے دوسرے ارکین میں سے کوئی بھی کسی طرح مشہور نہ تھا۔ نند سنگھ نے جو ۱۸۹۴ء میں مرا۔ ۱۸۴۸ء میں استعفیٰ دیکر اپنی جاگیر کھو دی۔ یہ موضع کتھونگل میں جہاں ایک چاہ پر اس کی مالکی اور نصف موضع پر حقوقِ مالکانہ تھے رہا کرتا تھا۔ اس کا بھائی خوشحال سنگھ کتھونگل کا اعلیٰ نمبردار اور سفید پوش تھا۔ اور کچھ عرصہ تک بنگال کے اٹھارویں رسالہ میں دفعدار بھی رہا۔ ملازمت

سے علیحدہ ہو کر اس نے اعلیٰ درجہ کی سرکاری خدمات سرانجام دیں اور اسناد وغیرہ حاصل کئے۔ اس کا انتقال ۱۹۱۳ء میں ہوا اور اس کا بیٹا سنت سنگھ اسکا جانشین ہوا اور اپنے باپ کی تمام جائداد ورثہ میں پائی۔ یہ اب موضع کتھونگل میں رہتا ہے۔ اور اپنے باپ کی طرح سرکاری خدمات میں مشغول ہے۔ اس کے ہاں نرینہ اولاد کوئی نہیں۔ اس لئے اس نے اپنے نواسے کرپال سنگھ کو اپنا متبنٰے بنایا ہوا ہے جو اب تعلیم حاصل کر رہا ہے اور اپنے باپ کے بعد اسکی تمام جائداد کا جائز وارث ہوگا۔

اس خاندان کی مالکی کتھونگل کی قریباً ۵۰۰ ایکڑ اراضی پر ہے۔ نند سنگھ کے بیٹے رندھیر سنگھ کی شادی سردار مہیٹھر کی ایک لڑکی سے ہوئی ہوئی ہے۔

گوروت سنگھ سندھو چیچہ والہ

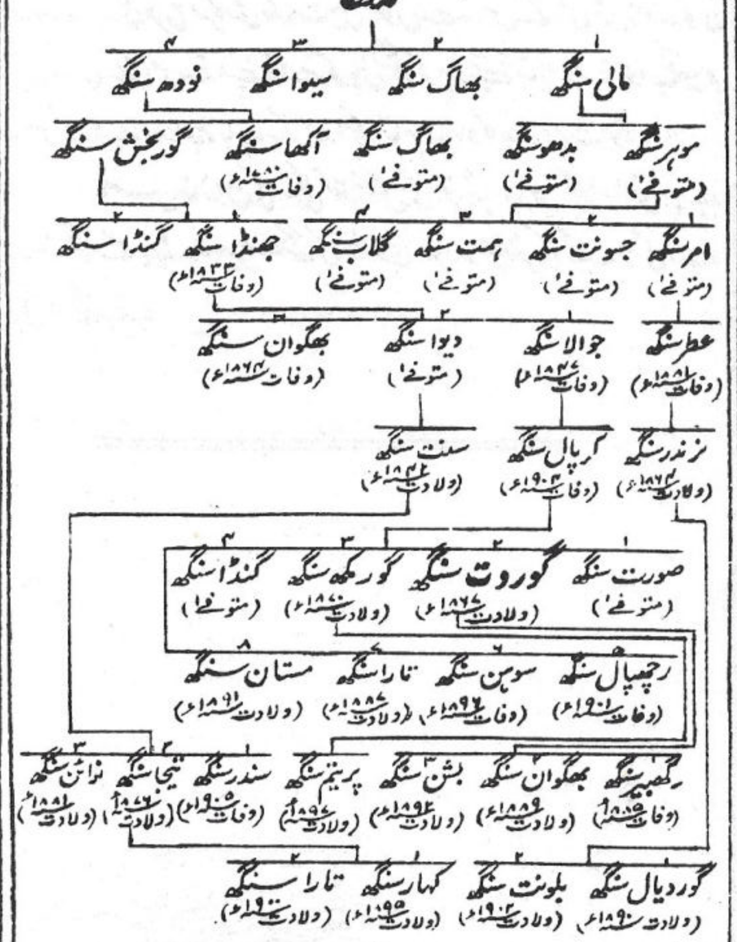

لدھا موضع چیچا کا نمبردار تھا جو اس کے کئی پشت پیشتر اسی نام کے ایک سندھو جاٹ بزرگ نے آباد کیا تھا۔ لدھا کے بیٹے سیوا سنگھ نے قریباً

سنہ ۱۷۲۰ء میں سکھ مذہب اختیار کیا۔ وہ زمانہ نئے سکھوں کے لئے بڑا نازک اور آزمایش کا تھا۔ سری گورو گوبند سنگھ جی کا خونی چیلہ بابا بندا نامی تھوڑا ہی عرصہ پہلے دہلی میں قتل کیا گیا تھا سکھوں کے ساتھ درشتی سے سلوک کیا جاتا تھا اور وہ جان سے بھی مار دیئے جاتے تھے۔ سیوا سنگھ کچھ ہمراہیوں کے ساتھ دریائے راوی کے بالائی حصہ کے اوجاڑ علاقہ میں بھاگ گیا اور کئی سال تک اس کو اپنے گاؤں میں واپس آنے کا اچھا موقع نہیں ملا۔ وہاں یہ ان سکھوں کی طرح جو اس زمانے میں ڈاکو بن گئے تھے ڈاکو بن گیا۔ اور آخر کار ایک رہزنی میں جو اس نے لاہور کی جانب کی مارا گیا۔ اس کا بھائی نودھ سنگھ سردار گوجر سنگھ بھنگی کی فوج میں شامل ہوا اور سنہ ۱۷۶۷ء میں کسی طرح اس نے پرگنہ ڈسکہ کے چھ مواضعات لے کر ان پر قبضہ رکھا۔ ان مواضعات میں سے دو کا نام تو بالکا والا تھا اور باقیوں کے جلال۔ ساہی براں۔ گل والا اور کلار دالا تھے۔ گوجر سنگھ کے گجرات پر قبضہ کر لینے کے بعد نودھ سنگھ نے شہر مذکور کے پاس ۶ اور مواضعات حاصل کئے مگر یہ اس کے تھوڑی مدت بعد احمد شاہ درّانی کے ایک افسر سلطان مقرب نامی کے ساتھ ایک چھوٹی سی لڑائی میں مارا گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا آکھا سنگھ اس کے ترکہ کا وارث ہوا مگر یہ بھی سنہ ۱۸۰۰ء میں ان مواشی کو واپس لینے کی کوشش کرتا ہوا مارا گیا جو بھنگی مسل کا جانی دشمن غلام محمد لے گیا تھا۔

آکھا سنگھ نے کوئی لڑکا نہ چھوڑا تھا اور اس کے بھائی بھاگ سنگھ نے جو ایک بہادر سپاہی تھا خاندان کے علاقہ کو بہت بڑھایا۔ بھاگ سنگھ سرداری کے رتبہ کو پہنچا اور گوجر سنگھ کے ماتحت اس کے پاس ۴۰۰۰۰ روپے

گورودت سنگھ سندھو چیچہ والہ

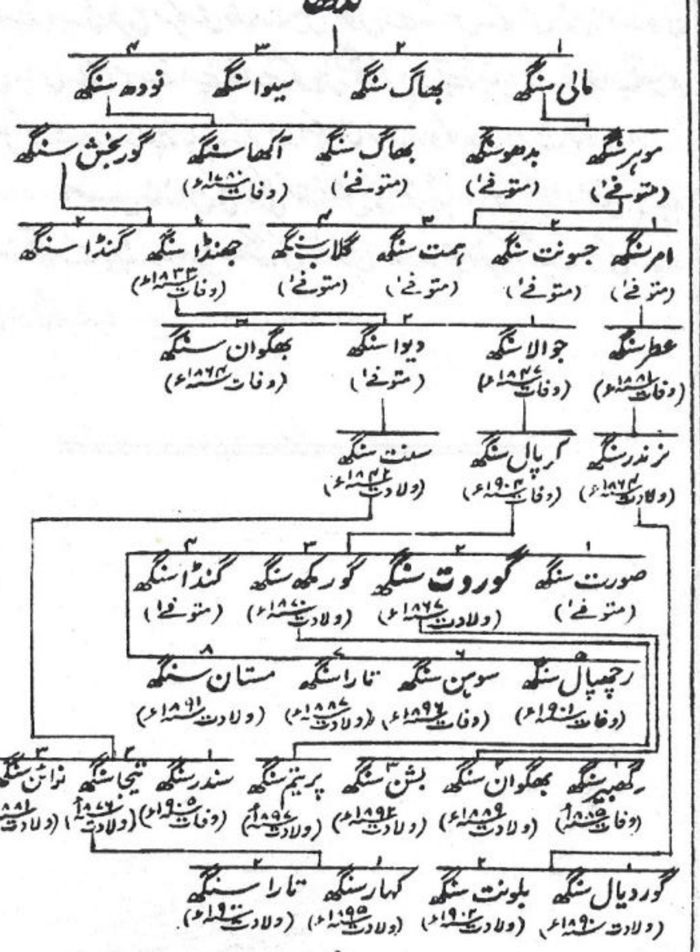

لدھا موضع چیچا کا نمبردار تھا جو اس کے کئی پشت پیشتر اسی نام کے ایک سندھو جاٹ بزرگ نے آباد کیا تھا۔ لدھا کے بیٹے سیوا سنگھ نے قریباً

۱۷۶۰ء میں سکھ مذہب اختیار کیا۔ وہ زمانہ نئے سکھوں کے لئے بڑا نازک اور آزمایش کا تھا۔ سری گورو گوبند سنگھ جی کا خونی چیلہ بابا بندا نامی تھوڑا ہی عرصہ پہلے دہلی میں قتل کیا گیا تھا سکھوں کے ساتھ درشتی سے سلوک کیا جاتا تھا اور وہ جان سے بھی مار دیئے جاتے تھے۔ سیوا سنگھ کچھ ہمراہیوں کے ساتھ دریائے راوی کے بالائی حصہ کے اوجاڑ علاقہ میں بھاگ گیا اور کئی سال تک اس کو اپنے گاؤں میں واپس آنے کا اچھا موقع نہیں ملا۔ وہاں یہ ان سکھوں کی طرح جو اس زمانے میں ڈاکو بن گئے تھے ڈاکو بن گیا۔ اور آخر کار ایک رہزنی میں جو اس نے لاہور کی جانب کی مارا گیا۔ اس کا بھائی نودھ سنگھ سردار گوجر سنگھ بھنگی کی فوج میں شامل ہوا اور ۱۷۶۷ء میں کسی طرح اس نے پرگنہ ڈسکہ کے چھ مواضعات لے کر ان پر قبضہ رکھا۔ ان مواضعات میں سے دو کا نام تو بالکا والا تھا اور باقیوں کے جلال۔ ساہی براں۔ گل والا اور کلار والا تھے۔ گوجر سنگھ کے گجرات پر قبضہ کر لینے کے بعد نودھ سنگھ نے شہر مذکور کے پاس ۱۶ اور مواضعات حاصل کئے مگر یہ اس کے تھوڑی مدت بعد احمد شاہ درانی کے ایک افسر سلطان مقرب نامی کے ساتھ ایک چھوٹی سی لڑائی میں مارا گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا آکھا سنگھ اس کے ترکہ کا وارث ہوا مگر یہ بھی ۱۸۰۰ء میں ان مواشی کو واپس لینے کی کوشش کرتا ہوا مارا گیا جو بھنگی مسل کا جانی دشمن غلام محمد لے گیا تھا۔

آکھا سنگھ نے کوئی لڑکا نہ چھوڑا تھا اور اس کے بھائی بھاگ سنگھ نے جو ایک بہادر سپاہی تھا خاندان کے علاقہ کو بہت بڑھایا۔ بھاگ سنگھ سرداری کے رتبہ کو پہنچا اور گوجر سنگھ کے ماتحت اس کے پاس ۴۰۰۰۰ روپے

کی جاگیر تھی۔ اس کے لاولد فوت ہو جانے کے بعد اس کا بھتیجا جھنڈا سنگھ گوجر سنگھ کے بیٹے صاحب سنگھ کی ملازمت میں اس وقت تک رہا جب تک امرتسر پر رنجیت سنگھ کا قبضہ ہوگیا۔ اور بھنگی مسل میں زوال آنا شروع ہوگیا۔ اس وقت یہ نوجوان رنجیت سنگھ کی سلک ملازمت میں آگیا اور گو اس نے گجرات اور سیالکوٹ کی تمام پرانی جاگیریں کھودیں مگر مہاراجہ سے ضلع امرتسر میں گیارہ گاؤں حاصل کرلئے۔ جھنڈا سنگھ رنجیت سنگھ کی بہت سی لڑائیوں میں جن میں کشمیر اور کانگڑہ کی بھی شامل ہیں لڑتا رہا۔ ۱۸۳۳ء میں یہ جیت سنگھ کمیدان سے کسی اپنے جھگڑے میں لڑپڑا اور مارا گیا مگر جیت سنگھ بھی ان زخموں سے جانبر نہ ہوا جو اس کو جھنڈا سنگھ کے ساتھ لڑتے ہوئے لگے تھے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس جھگڑے کی بنا جھنڈا سنگھ کی طرف سے ہوئی تھی کیونکہ جب جیت سنگھ کے خاندان نے مہاراجہ سے شکایت کی تو چیچہ کے علاوہ جھنڈا سنگھ کی تمام جاگیریں ضبط کرلی گئیں۔ دو سال بعد اس کے بیٹے جوالا سنگھ پر مہاراجہ مہربان ہوگیا جس پر بشرایط دس سوار خدمتی اسکو کھوئی ہوئی جاگیر کا ایک حصہ مل گیا۔ اس نے کچھ عرصہ سرحد کے علاقے میں بنوں اور کوہاٹ کے مقامات پر خدمت کی +

جوالا سنگھ کی شادی سردار عطر سنگھ سندھانوالیہ کی لڑکی سے ہوئی جس کی وجہ سے اس پر بہت سی مصیبتیں پڑیں کیونکہ مہاراجہ شیر سنگھ نے تخت پر بیٹھ کر اس کی تمام جاگیریں ضبط کرلیں۔ جب سندھانوالیوں پر پھر نظر عنایت ہوئی تو یہ جاگیریں بھی واگذار ہوگئیں مگر انہیں پھر راجہ

ہیرا سنگھ نے جس کے والد کو سندھانوالیوں نے قتل کیا تھا ضبط کرلیا +

جوالا سنگھ ۱۸۴۷ء میں فوت ہوا۔ اس وقت اس کا بیٹا کرپال سنگھ صرف سات سال کا تھا مہاراجہ دلیپ سنگھ نے موضع ہاڑا مالیتی ۴۲۵ روپے۔ بوڑاگل کا ایک حصہ مالیتی ۱۲۷ روپے جو دونوں تحصیل اجنالہ میں ہیں اور موضع چیچہ کے پانچ چاہات مالیتی ۹۲۰ روپے اس کے نام کردئے۔ یہ جاگیر کرپال سنگھ کے پاس اس کی حین حیات تک رہی اور صرف موضع چیچہ کے پانچ چاہات نسلاً بعد نسل عطا ہوے۔ کرپال سنگھ ۱۹۰۴ء میں فوت ہوا اور اس کا بڑا بیٹا گوردت سنگھ اب خاندان کا بزرگ مانا جاسکتا ہے۔ کرپال سنگھ کی وفات پر اس کی جاگیرات حین حیاتی ضبط ہوگئیں اور یہ فیصلہ ہوا کہ دوامی جاگیر اس کے پانچوں لڑکوں میں بحصہ مساوی تقسیم کردی جائے۔ لیکن گوردت سنگھ نے اس کے خلاف اپیل کی ہے اور فرزند اکبر ہونے کی حیثیت سے پانچوں چاہات چیچہ کا دعویٰ کیا ہے +

سردار جوالا سنگھ کی بیوہ مسمات دیا کور اپنی وفات تک ۵۰۰ روپے سالانہ کی نقد پنشن پاتی رہی۔ اس خاندان کی مالکی قریباً ۵، ایکڑ اراضی پر ہے +

لالہ لعل چند مہرہ

Lala Lal Chand Mehra

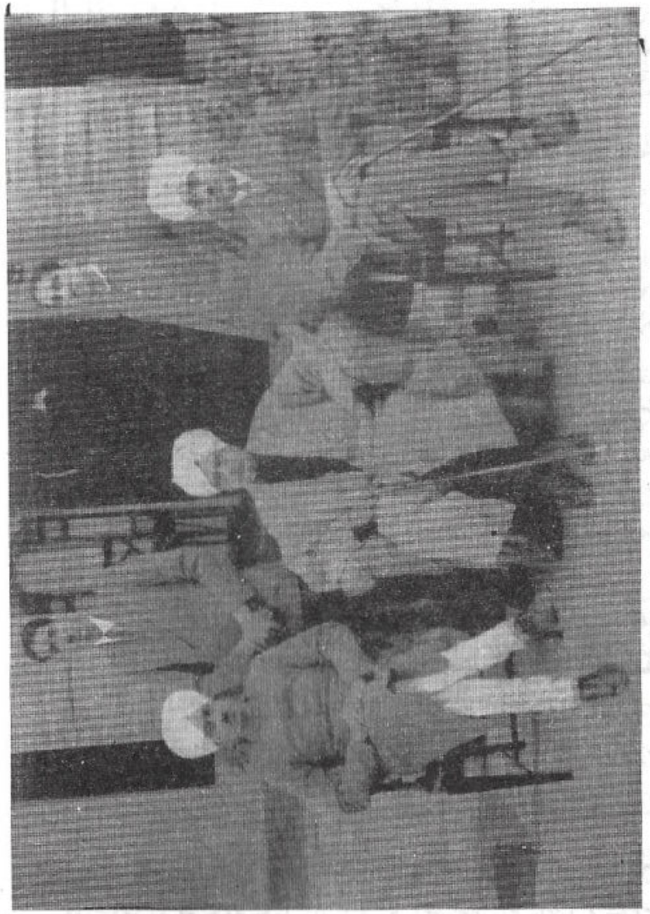

رائے بہادر لالہ لابھ چند مہرہ ایم ایل سی
رئیس اعظم و آنریری مجسٹریٹ امرتسر

R. B. Lala Labh Chand Mehra
M.L.C. Hony. Magistrate
Amritsar.

رائے بہادر لالہ رتن چند مہرہ او بی ای ایم ایل سی
رئیس اعظم و آنریری مجسٹریٹ امرتسر

R. B. L. Rattan Chand Mehra
O.B.E. M.L.C.
Rais & Hony. Magistrate Amritsar

لالہ پرکاش چند مہرہ پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی امرتسر

Lala Parkash Chand Mehra
President Municipal
Committee Amritsar

لالہ خوشحال چند مہرہ

Lala Khushal Chand Mehra

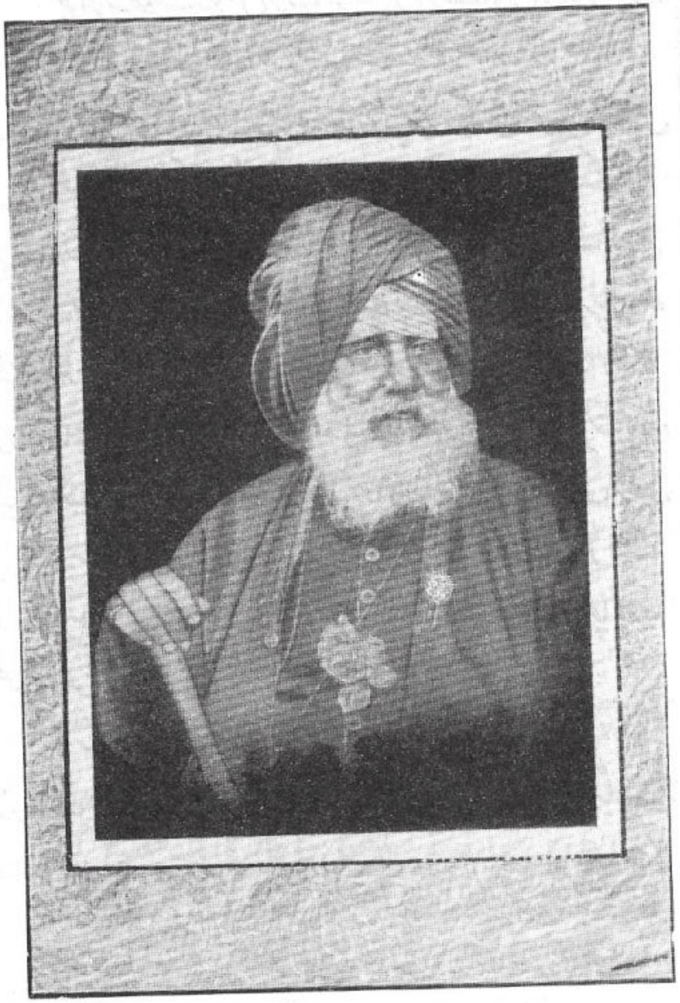

رائے بہادر سردار کلیان سنگھ سُرگباشی
رئیس اعظم آنریری مجسٹریٹ وائس پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی امرتسر

The late Rai Bahadur Sardar Kalian Singh Rais-i-Azam
Hony. Magistrate & Vice President Municipal
Committee Amritsar.

رائے بہادر لابھ چند مہرہ رئیس امرتسر

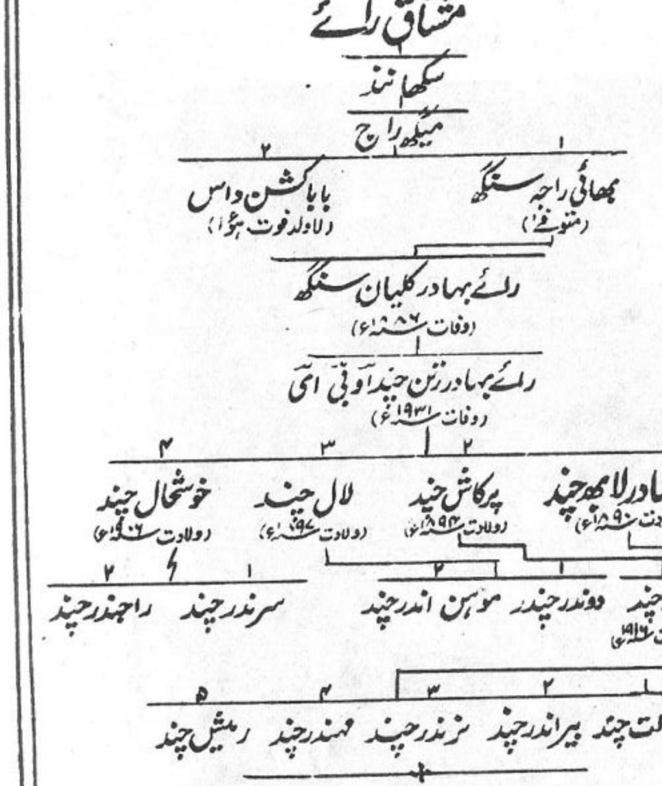

اس خاندان کا مورث اعلیٰ لالہ میگھ راج دراصل پشاور کا رہنے والا تھا مگر یہ اٹھارویں صدی میں امرتسر میں دربار صاحب کی زیارت کے لئے آیا اور یہیں سکونت اختیار کر لی۔ اس کے بیٹے راجہ سنگھ نے جس کی پیدائش سنہ ۱۷۷۰ء میں ہوئی تھی آہستہ آہستہ یہاں درآمد اور برآمد کی اچھی تجارت قائم کر لی اور اس طرح نہ صرف اس کی مالی حالت اچھی ہو گئی بلکہ اس نے بہت کچھ رسوخ پیدا کر لیا۔

راجہ سنگھ کا بیٹا کلیان سنگھ شہر کا پنچ تھا اور جب امرتسر میونسپلٹی پہلے پہل قائم ہوئی تو یہ اس کا ممبر نامزد کیا گیا۔ اس نے تعلیم نسواں کے عام پسند

کرنے میں بہت کچھ امداد دی اور انکم ٹیکس اور ہاؤس ٹیکس کی تشخیص کرنے اور اس کی فراہمی میں بہت کچھ مفید ثابت ہؤا اور سنہ ۱۸۵۸ء میں صاحب چیف کمشنر بہادر نے اسے اس کے عوام کے کاموں میں دلچسپی لینے کی وجہ سے ایک سند اور ایک خلعت عطا فرمائے۔ جب امرتسر میونسپلٹی کو ترقی دیکر اول درجہ کا کیا گیا تو کلیان سنگھ کو اس کا اعزازی سکرٹری مقرر کیا گیا۔ سنہ ۱۸۷۰ء میں اسے رائے صاحب کا خطاب عطا ہؤا اور سنہ ۱۸۷۲-۳ء میں اسے آنریری مجسٹریٹ بنا دیا گیا۔ سنہ ۱۸۷۷ء میں اسے رائے بہادر کا خطاب عطا ہؤا اور اسے پراونشل درباری اور امرتسر میونسپلٹی کا سینیئر وائس پریذیڈنٹ مقرر کر دیا گیا۔ اسکی اس عزت و حرمت کی وجہ سے جو یہ امرتسر کے سکھ شرفا اور عمائد کی نظروں میں رکھتا تھا۔ اسکو پہلے تو دربار صاحب کی انتظامیہ کمیٹی کا ممبر مقرر کیا گیا اور بعد ازاں اس کا سربراہ منیجر بنا دیا گیا۔

رائے بہادر کلیان سنگھ سنہ ۱۸۸۷ء میں ایک پندرہ سالہ لڑکا رتن چند نامی چھوڑ کر فوت ہؤا۔ رتن چند نے سنہ ۱۸۹۱ء کی محرم کی شورش میں بطور سپیشل پولیس افسر کام کیا اور اس کے تھوڑے عرصہ بعد دربار صاحب کا اعزازی منیجر بنا دیا گیا۔ یہ پورے ۲۲ سال بطور آنریری مجسٹریٹ کام کرتا رہا مگر اس نے سنہ ۱۹۲۸ء میں خرابی صحت کے باعث اس عہدہ سے استعفا دے دیا۔ سنہ ۱۹۱۱ء کے دربار تاجپوشی میں رتن چند کو ایک توصیفی سرٹیفکیٹ دیا گیا۔ اس سے تین سال پہلے جبکہ شہر امرتسر میں ملیریا کی سخت وبا پھیل گئی تھی تو رتن چند نے عوام کی بہت کچھ امداد کی تھی۔ سنہ ۱۹۱۵ء میں رتن چند کو میونسپلٹی کا ممبر نامزد کیا گیا اور یہ سنہ ۱۹۱۸ء سے سنہ ۱۹۲۹ء تک اسی عہدہ پہ فائز رہا۔

جنگ عظیم کے دوران میں لالہ رتن چند نے مختلف فنڈوں اور قرضہ جنگ میں بہت سی رقوم دیں اور اسکو اسکے باپ کی جگہ پراونشل درباری بنا دیا گیا۔ سنہ ۱۹۱۰ء کے غلہ کمیشن میں اور سنہ ۱۹۱۹ء کی شورش کے دوران میں اس نے اچھی خدمات سرانجام دیں اور اسے او۔ بی۔ ای کا معزز خطاب عطا کیا گیا۔ اس کو این۔ ڈبلیو ریلوے کی ایڈوائزری کمیٹی کے کمیونیکیشن بورڈ کا ممبر بھی مقرر کیا

گیا اور سنہ ۱۹۲۲ء میں ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز کے ساتھ ملاقات کرنے کے لئے بھی منتخب کیا گیا۔ سنہ ۱۹۲۰ء میں اسے رائے بہادر کا خطاب عطا کیا گیا اور اس کے دو سال بعد اسے پرانی پنجاب کونسل کا ممبر نامزد کیا گیا جہاں یہ اسی حیثیت سے اپنی وفات یعنی سنہ ۱۹۳۱ء تک کام کرتا رہا۔

رائے بہادر رتن چند پنجرہ پول امرتسر و اندھوں کی درسگاہ کا پریذیڈنٹ اور مقامی ہندو مہا سبھا کا وائس پریذیڈنٹ بھی تھا۔ اس نے ایک ٹرسٹ قائم کیا جو ہر سال مستحق طلبا کو وظائف دیتا ہے۔ اور اس کے علاوہ اس نے ۶۰۰۰۰ روپیہ بنارس ہندو یونیورسٹی کو عطا کیا۔ ان مصروفیات کے باوجود اس نے چائے کے اس کاروبار کو بہت کچھ ترقی دی جو اس کے دادا راجہ سنگھ نے شروع کیا تھا۔

رائے بہادر رتن چند نے اپنی یادگار چار لڑکے لابھ چند پرکاش چند۔ لال چند اور خوشحال چند چھوڑے۔ سب سے بڑا لڑکا لالہ لابھ چند جو اپنے باپ کی جگہ پراونشل درباری بنایا گیا خاندان کا موجودہ سرکردہ ہے۔ یہ سنہ ۱۹۱۹ء کی شورش کے دوران میں بہت مفید ثابت ہوا اور اسے ایک سند اور ایک خلعت عطا کی گئے یہ سنہ ۱۹۲۸ء سے بطور آنریری مجسٹریٹ کام کر رہا ہے اور سنہ ۱۹۳۱ء میں اپنے باپ کی وفات پر اسے پنجاب لیجسلیٹو کونسل کا ممبر نامزد کیا گیا تھا جہاں یہ ۵ سال کام کرتا رہا۔ ڈسٹرکٹ سلور جوبلی کمیٹی میں یہ بطور فنانشل سکرٹری کام کرتا رہا اور اسے جوبلی میڈل عطا کیا گیا۔ سنہ ۱۹۳۴ء میں اسے رائے صاحب کا اور ۱۹۳۸ء میں رائے بہادر کا خطاب دیا گیا۔ رائے بہادر لابھ چند اپنے باپ کی جگہ امرتسر کی بہت سی رفاہِ عام اور خیراتی درسگاہوں کا پریذیڈنٹ ہے اور اس کے پانچ لڑکے ابھی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

رائے بہادر رتن چند کے دوسرے بیٹے لالہ پرکاش چند کو سنہ ۱۹۱۸ء کے وباءِ انفلوئنزا میں کام کرنے کے لئے اور سنہ ۱۹۲۲ء کے ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز کی امرتسر میں تشریف آوری کے موقع پر منعقد شدہ پراونشل میلہ میں کام کرنے کے لئے سرٹیفکیٹ عطا کئے گئے۔ یہ سنہ ۱۹۲۸ء میں اپنے والد کے مستعفی ہو

جانے پر امرتسر میونسپلٹی کا ممبر نامزد کیا گیا اور سنہ ۱۹۳۲ء میں اس کا جونیئر وائس پریذیڈنٹ اور سنہ ۱۹۳۴ء میں اس کا سینیئر وائس پریذیڈنٹ مقرر ہوا۔ لالہ پرکاش چند نے ۶ سال تک جیلخانہ جات کا بطور غیر سرکاری معائنہ کنندہ کام کیا ہے اور یہ پنجاب کے غیر سرکاری معائنہ کنندگان کی ایسوسی ایشن کا وائس پریذیڈنٹ منتخب ہوا تھا۔ پنجاب پرزنرز ایڈ سوسائٹی میں دلچسپی لینے کی وجہ سے اسے سنہ ۱۹۳۶ء میں ایک سند عطا کی گئی تھی اور اس کے اس اچھے کام کی وجہ سے جو اس نے سنہ ۱۹۳۷ء کی شہر کی فرقہ وارانہ شورشوں کے دوران میں کیا گورنمنٹ نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اسے حال ہی میں کارونیشن میڈل عطا ہوا ہے۔ یہ اب امرتسر میونسپلٹی کا پریذیڈنٹ ہے۔

رائے بہادر رتن چند کا تیسرا اور چوتھا بیٹا لالہ لال چند اور لالہ خوشحال چند اپنے کاروبار اور خاندان کی وسیع جائداد کا انتظام کر رہے ہیں۔